ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)

گلدستہ معرفت

معروف بہ

دیوان ضامن

باہتمام احقر العبید حاجی رحمت رب رشید محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الحمید

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع

دیوان رحمان

اُحِبُّ شَوقاً لِسیرٍ اِذ رأَیت قیسا لیسیر فیہا
وساء حالی علی فراق فان جد ناک نعم حالے
اذا القینا حبیب قلبی فقعت وجداً بلمس قدم
فدیت نفسی علیک حبّاً اطوف حولک کمثل کعبہ

زنہار عشقش چہ ل بسوزم چو وصلِ جانان مرا تمنا
باضطرابی ل جو خوانم بلفظ ارنی ندای موسےٰ
کہ چند غافل ز حال مسکین لعشق آنکس بگو خدارا
ز جانِ و ل مبتلا ے نم محبت من لسو بنیں اوّ لی

فان تمنّی بوصلِ صنا من فانت واللہ اہلِ ذالک
چو قتل سازی من گدارا کجاست ملجا و حبیب ما وی

حبیب دارم بسیر صحرا و ہو مجنون لشوق لیلی
ہلاک گشتیم در فراقت اگر نہ بینم حیات یابم
اگر بہ بینم من آن حبیبی بپائے بوسی بیفتم از سر
چرا نسازم فدائے جانی اگر دیارِ یکہ اوست قبلہ

و قدت قلبی بنارِ عشق فمنہ ارجو وصال صنما
فحین ادعو باضطرابے ب ارنی ندائے موسیٰ
اقول عجزاً برفق قول یا بنّی شئی تحب تہوی
فان عشقی علیک لنشأ ان حبی الیک اوّ لی

اگر تو خواہی بوصلِ صنا من قسم خدارا کہ ممکن از تو
فان تفرج بقتل نفسی فاین ملجا و کیف ما و ے

اُحِبُّ شوقاً لسیرٍ اذ رأیت قیسا لیسیر فیہا
وساء حالی علی فراقٍ فان جد ناک نعم حالے
اذا القینا حبیب قلبی فقعت وجداً بلمس قدم

جلا کر دلکو لگا کر آتش صنم کو ملنے کی ہے تمنا
ہمیں ارنی پکارتا ہوں بیقراری نے مجکو مارا
لگا ہے کس سے تجھے تعشق جو ایسا ویسے مجھے بھلایا

دیوان ضامن

اگر بہ بینم من آن جبیبی قعت وجہا بلبس قدم
چرا انساز م فدا جان خود و طوا حولک کمثل کعبہ

گرچہ غافل زحال مسکین یا تی فئی تحب تھوی
زجان و دل مبتلا ہم فان حبی الیک اولی

اگر تو خواہی بوصل ضامن فانت واللہ اہل ذالک
چہ قتل سازی من گدا را فاین ملجا و کیف ماوے

احسب شوقاً بسیر وادی کہ تھا مجنون جہان اکیلا
وسار حالی علی فراق جو وصل ہووے تو جی اٹھو نہیں
اذا القینا حبیب قلبی اسے جو چھونیں پانوں پر گر کر
فدیت نفسی علیک حبا وہی ہے کعبہ وہی ہے قبلہ

وقد تمنا قلبی بنار شوق صنم کو ملنے کی ہے تمنا
فحین ادعو باضطراب بیقرار ہی نے مجکو مارا
اقول عجزاً برق قول حبیب ایسا وسی مجھے بھلایا
فان عشقی علیک انت مجھے تعشق ہے اس صنم کا

فان تمنی بوصل ضامن تو مین بھی حاضر ہون میری جانان
وان تفرج بقتل نفسی تو کہیے میرا کہان ٹھکانا

مین شیشہ گردان عشق ولیس ابتغی سوا سیر فیہا
فراق جانا نمین مر چکا ہون فان حبذا نعم حالی
جو مجھسے ملجاے دہ شمگر وقعت وجہا ملبس قدم
فدا ہون سو بار کیونکہ ہر دم اطو حوالک کمثل کعبہ

جلا کے دلکو لگا کے آتش فمنہ ارجو وصال صنما
مین اب پکارتا ہون ہر لب پی ندا مو سی
لگا ہے کس سے تجھ کو تعشق با ی شی تحب تھوی
طواف کرتا ہون گرد اسکے وان حبی الیک اولی

جو وصل ضامن ہے تجکو چاہنا فانت واللہ اہل الک
جو قتل کرنا ہی ہے جانانا فاین ملجا و کیف ماوی

بازوی تقوی وزہد لیکے اُڑی بار ایک
شمع سے پروانہ کی جل گئے پر دیکھنا

اچھا ہوا اے شیخ تم سے یہ ہما بر ہجر
چرخ چہارم سر بیان تم بھی تیر دیکھنا

خانۂ چشم نشین یار جہانکی ہے بیٹھا ہوا
پردہ دری دیکھنا روزن در دیکھنا

کعبہ و دیر و حرم کون مکان جان من دل
اُسکے بغیر از کوئی خالی نہ گھر دیکھنا

سُنتے ہین آئینگے وہ لاشہ عاشق پہ یار
تو بھی تو ضامن کبھی دو گھڑی مر دیکھنا

ہمکو دیکھے جو کسی نے نہین بسمل دیکھا
تیغ بُران کے تلے شکر کا قابل دیکھا

عشق بازی کو ملائک نے تو مشکل دیکھا
اس گران بار کا انسان کو حامل دیکھا

موجزن عشق کے دریا مین نپٹ ڈوب گئے
بحر الفت کا کسی نے نہین ساحل دیکھا

مثل گل چاک کیا ہمنے گریبان اپنا
جب سے اُس پردہ نشین کو سر محفل دیکھا

کیا ہی لذت تری شمشیر مین ہے اے قاتل
لب ہر زخم کو تر آب کا سائل دیکھا

ہوگیا ٹکڑے جگر مثل کتان پیش قمر
لطف ہے تو نے جسے اے مہ کامل دیکھا

عیش فردوس ہے اور رہی ایمان کامل
جسنے دل بھر کے تجھے ماہ شمائل دیکھا

جسکو دیکھا اُسے مارا نظر پیار سے یار
ہمنے آنکھون مین ترے زہر ہلاہل دیکھا

سر اُٹھایا نہ کبھی سجدے سے کشتے نے ترے
زیر شمشیر عبادت مین یہ کامل دیکھا

دیوان ضامن

بجو دیتہ وہ ملا ساٹھ مشت خاک
خاکساری سے لطیف اسکو کر دیا

گریۂ طوفان رحمت سے مجھے
ایک قطرہ تھا جو دریا کر دیا

ہم سے وحدت کے فلک پر آفتاب
ہستی وہمی سے تارا کر دیا

میری چاہت نے مجھے او خود پسند
موم دل تھا سنگ خارا کر دیا

تیری بے مہری سے ضامن رہا
راز پنہان آشکارا کر دیا

وہ تیری پاس ہی تو ڈھونڈھے ہی تو کہان	اپنی خودی مین آپ تو اسکو چھپا رہا
معنیِ ثمّ وجہ کو فہمید چاہیے	ہر طرف جلوہ گر ہی وہ جلوہ دکھا رہا
وہ جان میری جان مین ایسا ہوا محیط	دلمین ہمارے کوئی نہ اُسکے سوا رہا

ضامن تو راز انفسکم عین جان سے دیکھ
تار نفس کو آپ وہ تجھہ مین ہلا رہا

اے پری تو نے مجھے کیا کر دیا	بے خبر مجنون و شیدا کر دیا
مست و بیکل ناتوان بیجان و دل	عشق نے ہمکو یہ کیا کیا کر دیا
قیس سے آخر انا لیلےٰ کہا	عشق نے ادنی سے اعلی کر دیا
دیکھ لو حالت مری ای دوستو	اُلفتِ جانان نے ایسا کر دیا
اُسکے کوچے مین نچھوڑا ای صبا	خاک کا میری بگولا کر دیا
وادیِ وحشت مین مجنون کیطرح	شورِ محشر ہم نے پیدا کر دیا
او ستمگر تیری فرقت نے مجھے	ہر گلی کوچے مین رسوا کر دیا
ای مرے یوسف زلیخائی دکھا	مفت ہمنے اپنا سودا کر دیا
گلبدن زخمون سے میرا تن بدن	تو نے قاتل گل ہزارا کر دیا
کوچۂ جانان کو اپنے خون سے	لالہ سان گلزار سارا کر دیا

یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جا
مثال قبلہ نما قبلۂ خدا پھر جا

نسیم گلشن گل رعنائی بگولا ہے تو
اُسی چمن کی طرف کو تو ای صبا پھر جا

دیوان ضامن

[illegible]

آتشِ شوق نے دیا ہی پھونک
اپنی صورت کا آپ ہی عاشق
ہو کے ظاہر ظہور مین وہ چھپا
جو گیا کوے یار مین نہ بچا
جب خودی گم گئی میان گئی
موج دریا کیطرح اسکو کہین

جان و دل اور جگر جلا دیکھا
آپ پر آپ مبتلا دیکھا
ہمنے اسکا یہ حوصلہ دیکھا
کوچۂ یار پر بلا دیکھا
بخدا آپ کو خدا دیکھا
بحرِ وحدت کا آشنا دیکھا

اسکو دیکھا نہ تونے جب ضامن
اور دیکھا تو تونے کیا دیکھا

اس بیوفا سے دلکو لگایا تو کیا ہوا
بن وصل یار کے جو فنا ہو گئے تو کیا
غنچہ ہمارے دل کا کھلایا نہ ای صبا
کیا کیا غمِ فراق مین روتا ہون اتدن
ہم دلکی آئینے مین کبھین دیکھتے ہین یار
جسدم کہ دم عدم کو نکل کر چلا گیا
دو طرح ہی ہی جیسے کہ دو لھا کا پیار ہو

بے غرض ہمنے ناز اٹھایا تو کیا ہوا
نام و نشان اپنا مٹایا تو کیا ہوا
گلشن مین تونے گل جو کھلایا تو کیا ہوا
ظاہر مین تمنے ہمکو ہنسایا تو کیا ہوا
گو تمنے ہم سے منھ کو چھپایا تو کیا ہوا
وہ دم جو بڑے گھر مین یار جو آیا تو کیا ہوا
گر ہو پری بناؤ بنایا تو کیا ہوا

دیوان ضامن

نہ ہم یہاں سے جاتے نہ تم رنج کھاتے
جو ضامن کو گھر پر بلایا تو دیکھا

جان دی دل بھی دیا دیدیا ایمان اپنا
پر عزیز وہ نہوا ہائے وہ جانان اپنا

خاک ہی منھ پہ ملی چاک ہی داماں اپنا
ہمنے کیا کیا نہ کیا عشق میں سامان اپنا

چشمۂ خون ہی رواں دیدۂ گریان اپنا
ملگیا خاک میں جل کر دل سوزان اپنا

مصحف روے محمد کی تلاوت کیجے
یہ صحیفہ ہی مرا ہے یہی قرآن اپنا

ہمکو تنہائی میں تنہا گیا وہ چھوڑ کے آج
گیا پہلو سے نکلکر دل نالان اپنا

چارہ سازی نہ چلی ہائے طبیبونکی کبھی
دمبدم زیادہ ہوا وحشت و خفقان اپنا

غم لیا درد لیا گریہ لیا نالہ لیا
لے لیا ہمنے صنم جو کہ ہی شایان اپنا

سینہ و دل میں پر از داغ برنگ لالہ
سیر کرنے کو یہ کافی ہے گلستان اپنا

یہ شب تار ہی اور ہمکو ہی تارونکی شمار
ہی کہاں جلوہ نما وہ مہ تابان اپنا

چاہ میں اسکے زلیخا کی صفت ہے آبرو
ڈھونڈھتا ہوں کہ ملی یوسف کنعان اپنا

چشم گریان ہی جگر سوزان ہوا اور دل ہی کباب
عشق میں اسکے ہی یہ حال پریشان اپنا

ہی یہ مسجود ملائک سے یہ عالی درجات
رتبۂ قرب کہاں جانے ہی انسان اپنا

باغ جنت کی طلب ہے نہ حورونکی ہوس
کوچۂ یار ہوا روضۂ رضوان اپنا

دیوان ضامن

اے کمان ابرو نگاہِ تیر سے دل چھن گیا | زلف کا چلّا جو دیکھا جی میں جلانے لگا
تو بہارِ سبزۂ حسن پر پروسے خدا | ہوتے ہی فرقت کے دیکھو میں تو سم کھانے لگا
مجھ میں اور غم میں ہمیشہ ربط و ضبط ایسا رہا | یا تو غم کھاتا تھا میں یا مجھکو غم کھانے لگا
شرم میں شر ہی شرارت ہی اٹھا دی اے حجاب | پھر جب جاتا رہا تو جب بھی شرمانے لگا

برق کے مانند آ چمکا جو عشقِ نازنین
خرمنِ ہستی ترا ضامن جو جل جانے لگا

دلِ شہید کو تیغِ جفا نے مار لیا | کسی کے غمزۂ و ناز و ادا نے مار لیا
نہ چارہ سازی چلی عشق میں طبیبوں کی | مریضِ عشق کو کامل دوا نے مار لیا
مسیح دم کبھی مرتا نہ میں قضا سے بھی | تمھاری چشمِ سیہ سرمہ سا نے مار لیا
ادل ہی ساتھ تھی اس شاہِ نازنین کی ہم | صدائے نغمۂ قاتل کو ابلے نے مار لیا
یہ ناز و غمزہ کرشمہ نہیں کسی بت میں | جہان کو آپ کی ترچھی ادا نے مار لیا
کسی ہی کیا ہو تمنا کسی سے کیا ہو امید | دغا سے دل کے ہمیں آشنا نے مار لیا
تمھاری پان کی سرخی نے کر دیا ہے شہید | ہمیں تو سرخیِ رنگِ حنا نے مار لیا
جمالِ حسن کا پردہ کبھی نہیں اٹھا | ہمیں تو آپ کی شرم و حیا نے مار لیا
تمھاری خفگی ہے وجہ ہی لب پہ ہے جان | بلائے غصہ و جور و جفا نے مار لیا

تیری آنکھوں نین وہ اثر دیکھا	مار ڈالا وہین جدھر دیکھا
یار تمنے ادھر اُدھر دیکھا	پیر بد تمنے کبھی ادھر دیکھا
وصل کے دن قیب ایسا جلا	اُسکو فی النار کو السقر دیکھا
رحم اُسکو کبھی نہ آیا ہاے	ہمنے قدمونپہ سر بھی دھر دیکھا
دارِ فانی مین ایسا دیکھا اُسے	جسطرح خواب مین قمر دیکھا
چارہ سازی نہ کی مسیحا دم	تم پہ تنو تنو طرح سے مر دیکھا
واہ وا بارگاہ حضرتِ عشق	تیرے کوچے مین شور و شر دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خامہ مے گوید باو از صریر ؞ مے کنم مرغان معنی را صفیر

گلدستہ معرفت نثار بر ذاتیکہ اسمش نضارت بخش گلزار معنیست و گلشن عرفان تصدق بر نامی کہ ذاتش لا ثانی وحدہٗ لا شریک شان اوست آنا اللہ واحدٌ فرمان اوست رموز عارفان معرفت کیش نکتہ ایست از سراج دیوان عرفانش و نکات مضامین خوش آئین شاعران و دقائق اندیش رمزیست از قانون صدر دیوانش دواوین چیست مضامین بیش ادراک کنہ ذات او پارہ پارہ لبسی آوارہ و مثنویات رنگین نکات بمقابلہ دریافت صفات او ناکارہ

قدوسی ستوده سُبحانَ الَّذِی اَسریٰ بِعَبدِہٖ لَیلًا در ذکر معراج حبیب خود از لسان خود فرموده حبیبی کہ حُسنِ محبوبان جہان حبہ از خرمنِ حُسنِ مستحسنش نمیدوختہ پر جبرئیل از پرتوش سوختہ لبیبیکہ لُبِّ لباب جملہ بنی آدم ست و علت غائی خلقت عالم رسولیکہ خالق او بخطابش وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ گفت دمقبولیکہ بزبان خود گوہر کُنتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَینَ المَآءِ وَالطِّینِ بسلک کلام در سفت دُرِّ یتیم نبی کریم احمدِ بے میم رؤف رحیم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علےٰ آلہ و اہل بیتہ و اصحابہ اجمعین بعدد کل معلوماتہ الیٰ یوم الدین

غزل

فرمود خدا بوصف آن پاک	لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ
عرفانِ خدا با و ہویدا	فرمود اگرچہ مَا عَرَفنَاکَ
اے ابرِ کرم بعشق خود کن	چشم گریان و سینہ ام چاک
ہجرِ تو سمومِ جانِ فگارست	وصلِ تو براے ماست تریاک
صوفی بغمِ تو سُست دل شد	فرمانش بعشقِ خویش چالاک

اما بعد فقیر حقیر پر تقصیر عبد عاصی بندهٔ ذوالمنن محمد ابوالحسن بن محمد قاسم علی

دیوان احسان

دریا ... شریعت و ... صحرا ... طریقت واقف رموز ... حقیقت کاشف ... مسند نشین وسادهٔ اولیا جاگزین جادهٔ اصفیا عالم العلیاء و ورثۃ الانبیاء عامل سنت خیر الوریٰ سیدی و سندی و وسیلۃ یومی و غدی محرم اسرار خفی و جلی مولانا و ... شاہ سید ضامن علی صاحب بالفضل ... علی القلوب ... ۱۹ ... المحققین مد ظلہ علی رؤس الطالبین ... الوقت وحید الزمان ... منبع الجود والاحسان کہ گاہ گاہ از زبان ... بفیض ترجمان در آتش فراق حضرت ... علی کیفیۃ الحال ... وگاہ

قصیدہ مؤلفہ از طرف
مؤلف بجناب حضرت
مصنف مدظلہ العالی ۱؎
دُرِّ الصباح و اللیالی

وگاہ ناگاہ از خاطر دریا مقاطر بہر ہدایت سالکان این مسلک خدا اوانی علی
حیثیۃ المقال صادر می گشتند بسعی تمام کمر ہمت بستہ باجماع آن می کوشم
و پارہائے دل و لخت جگر را بخریداران میفروشم

مثنوی

این متاعیست سرّ نہانی	کاشف رازہائے ربانی
استعارات ظاہری مپسند	اے برادر اگر تو میخوانی
بنگر از دیدۂ حقیقت بین	معنیش را رموز سبحانی
بد مپندار بد مگو کس را	گر تو اسرار حق نمیدانی
طرفہ دیوان پر از معانی عشق	می نویسیم کہ ہست لاثانی

قطعۂ تاریخ تالیف این دیوان لطیف از فقیر عبد الغفور گنگوہی
الجلال آبادی عفا اللہ عنہ صابری المتخلص بصوفی وفتادی

دیوان انتخاب بمقامات معرفت	ترتیب یافتہ ز کرامات معرفت
صوفی سروش غیب بتاریخ سال او	گفت از زبان خویش کمالات معرفت

۱۲۸۲ھ

[illegible]

دیوان ضیا [illegible]

[illegible]

دیوان گلدستۂ معرفت

معروف بہ دیوان ضامن

تمھاری ذات ہی پر کرم ای مہر بخشایش — اگر گرد و کرم اکدم میں دریا دستِ سائل ہو
نگاہِ فیض گر ڈالو کسی پر چشمِ عرفان سے — اگر ہو جاہل و اجہل وہ کامل ہو مکمل ہو
تمھارا سلسلہ اک قربتِ حق کا وسیلہ ہے — جو ہو اس میں مسلسل حبّ حق اسمیں نہ زائل ہو
حصولِ مدعا حاصل وصالِ حق تمھیں حاصل — جو کوئی تمسے ہو واصل وہ بیشک حق مین واصل ہو
جو کوئی آپکا عارف وہ بیشک عارفِ حق ہے — اگر ہو آپ سے غافل وہ غافل حق سے غافل ہو
عطا حق نے کیا تمکو وہ فیضِ صابری حضرت — پڑی جسپر نگاہِ مہر کیا کیا اسکو حاصل ہو
کرو تم دستگیری جسکی جو بیعت کرے تم سے — جو صافی ہو تو صوفی ہو جو عالم ہو تو عامل ہو
ولی ہو غوث ہو مخدوم ہو صاحبِ ولایت ہو — کھلے ضرب و قرائض دم میں طے قربِ نوافل ہو
رہو تم پر ہمیشہ خواجگانِ چشت کا سایہ — طفیل انکے ہمارے سر پہ دائم آپکا ظل ہو
وہ خاصانِ خدا ہیں شمعِ ذاتِ اقدس ہیں — کہ نام انکا ہمیں ورد زبان عقدِ انامل ہو
تصدق خاندانِ پاک کا اے حضرتِ ضامن — بر آئے مدعا دل کہ تم سے تکفل ہو

مطلع ثانی

قتل کر کے بھی نہوے دل قاتل ٹھنڈا

[illegible]

کہین آتش کہین برنگ باد
سب کو دیکھے نظر آوے وہ
تُسکے عاشق ہوئی ہین ہم جسکے

کہین خاک اور آب ہو دیکھا
عقل نے اُسکو جون نظر دیکھا
پانون دیکھا نہ اُسکا سر دیکھا

عشق مین اُس کے مرچکا ضامن
ہم نے دیکھا تو یہ نگر دیکھا

اے دل تو کسکی یاد مین دیوانہ بنگیا
اور شوق روے شمع مین پروانہ بنگیا

گھبرا کے جون خیال گریزان ہوا یہ دل
پہلو مین اک رفیق تھا بیگانہ بنگیا

یادِ خیال روے بتان مین وہ رشک چین
پہلو ہمارا کیا ہی پری خانہ بنگیا

وحشی خراب حال پریشان و دردمند
فرقت مین یار کی تو مین کیا کیا نہ بنگیا

پیر مغان سے ہمکو ملی ہے شراب عشق
ذرا ہ ہماری خاک کا پیمانہ بنگیا

اے مدعی رقیب تو کیا جانے لطف ہجر
جیسا کہ مین بنا ہون تو ایسا نہ بنگیا

بیت الحرم تھا کعبۂ دل خانۂ خدا
یادِ بتان ہند مین بتخانہ بنگیا

ضامن فراق یار کی تحریر کیا ضرور
عالم مین تیرے عشق کا افسانہ بنگیا

قتل کر کے تو ہوا دل ترا قاتل ٹھنڈا
پر نہوگا کبھی ہرگز ترا بسمل ٹھنڈا

دیوان ضامن

[illegible]

دیوان ضامن

آتشِ الفت میں جلتا ہوں دہیں گھٹتا نہیں
یا رب محفل میں جان دل اپنا ہی ایسا دھو
زلف مشکیں کے تصور میں پریشانی ہے
مارڈالا ہے ترے جلوے نے ہمکو شمع رو

دمبدم جوں ذرۂ اخگر تڑپنا لوٹنا
وجد صوفی سے زیادہ تر تڑپنا لوٹنا
مشکل کاکل یار کے رخ پر تڑپنا لوٹنا
مثل پروانے کے ہے شب بھر تڑپنا لوٹنا

یار ملجائے گا ضامن بیقراری کیا ضرور
برق کے مانند تو مت کر تڑپنا لوٹنا

تم مرے پاس اگر آج بھی ہوتے جاناں
رشتۂ مہر و وفا آپ کا ہوتا کنگنا
بخت بیدار تو جینا اپنا سمجھتا یا رب
بیوفائی تری معلوم اگر ہوتی ہمیں
باغ مقتل میں اگر سیر کو آئے ہو صنم
کوئی کہتا نہ ہمیں وحشی و مجنون زندا
تیرے کشتے کو کبھی زندہ نہ کرتے عیسیٰ
باغ دنیا میں ثمر مہر و وفا کا پاتے
منزل عشق میں ہر ایک قدم پر ضامن

میری رونے پہ وہیں آپ بھی ہنستے جاناں
گوہر دل جو مرا اُسمیں پروتے جاناں
سر کو زانو پہ مری رکھکے جو سوتے جاناں
تری الفت میں کبھی دل کو نہ کھوتے جانا
کشتۂ ناز کی تربت پہ بھی ہوتے جاناں
ہم جو رسوا تری چاہت میں نہ ہوتے جاناں
چارہ سازی سے مری وہ بھی ہی روتے جاناں
تخم الفت کا کسی دل میں جو بوتے جاناں
اشک سے دامن حسرت کو بھگوتے جاناں

میں ڈھونڈھتا پھرا اسکو تو وہ دہن میں بسا
وہ پاس تھا مرے اسکو میں دور جا سمجھا

ہمیشہ زندہ ہوا تیغِ یار کا کشتہ
کہ کوئی یار کو جو دشتِ کربلا سمجھا

مثال شمع کے محفل میں جلگیا ضامن
کوئی نہ رازِ مرے دل کا آشنا سمجھا

بے خطا یار نے ہمیں مارا
تو دلِ زار نے ہمیں مارا

مار ڈالا کسی کی چاہت نے
الفتِ یار نے ہمیں مارا

جائیں کیا ہم طوافِ کعبہ کو
بتِ عیار نے ہمیں مارا

مار ڈالو جو مارتے ہو جی
چشمِ خونخوار نے ہمیں مارا

بن قضا کے کبھی نہ مرتے ہم
اُس جفاکار نے ہمیں مارا

دامِ کاکل کی قید سے نہ چھٹے
زلفِ بل دار نے ہمیں مارا

حاصل اپنا نہ کچھ ہوا مطلب
عشقِ بیکار نے ہمیں مارا

اُسکی ٹھوکر سے دل ہوا پامال
کبک رفتار نے ہمیں مارا

تیرِ مژگان کمانِ ابرو سے
اُس کماندار نے ہمیں مارا

شادیِ مرگ ہم اُسے سمجھے
مہربان یار نے ہمیں مارا

مثلِ موسیٰ کے لن ترانی سن
شوقِ دیدار نے ہمیں مارا

دیوان ضامن

غیر پیتے ہین مجھے پیاسے اُبلی بھرے — ساقیا ساغر مے ہمکو پلایا نہ گیا

ای عزیزو کہو کس طور تسلی ہووے — تمسے یان تک بت کافر کو بلایا نہ گیا

ڈھونڈھتے پھرتے رہے کوہ و بیابان مین — یار تھا پاس ہی پر ہمسے تو پایا نہ گیا

بیخودی ہمپہ یہ چھائی کہ ہوئی ہوش خطا — ہم وہان ہو بچی کہ پھر ہمسے تو آیا نہ گیا

دست وحشت نے کیا چاک گریبان حیا — سوزن عقل سے پھر اُسکو سِلایا نہ گیا

وصل دلدار میسر نہ ہوا گاہ ہمین — بار ہجران بھی تو پھر ہمسے اُٹھایا نہ گیا

کیا کہون طالع بدخواہ کی ناکامی کو — ایکدن یار کو ضامن سے منایا نہ گیا

خنجر ابرو کا جب تمنے اشارا کر دیا — رازِ پنہانِ غم دل کا آشکارا کر دیا

غرق ہے طوفان گریہ مین سفینہ چشم کا — ہجر نے دریای غم کو بے کنارا کر دیا

رشک گلزار ارم ہے عندلیبو دیکھ لو — کوچہ جانان نے خون سے ہمنے سارا کر دیا

عاشقون نے نالہ سے گردون کو مارا تھا کبھی — مین عصای آہ سے اُسکا سہارا کر دیا

فکر ہے کر قتل کرنے کی مرے بے جرم تو — تیری فرقت نے ہمین تو غم کا مارا کر دیا

یار کو کرکے جدا ہمسے فلک چیرا جگر — ہمنے بھی تجھپر وہان آہونکا آرا کر دیا

ناتوان ہمین جان بلب ہین تن پہ خون دیدہ کا — دیکھ لو یہ حال اب تمنے ہمارا کر دیا

ہر حساب ہندسہ منظور تیری تیغ کو — لوح سینہ کو مرے تسکے ہی سارا کر دیا

غزل

ہو گئے پہلے فنا ہونے سے فانی ضامن
شیوۂ اہل رضا اہل فنا کا دیکھا

رخ نور جلوۂ مصطفےٰ وہ خدا کا نور جمال تھا
جو تمام خلق میں ہے عیاں یہ کمال احسنین کمال تھا

قفس حیات کو توڑ کے گیا مرغ دل جو عدم کو ہے
مری جان پر پر و بال بھی بخدا یہ سخت وبال تھا

گئی پیاس حلق کی میرے کچھ قدم تیغ ای بت ناز نین
تری آب تیغ کا اے صنم کہوں کیا کہ آب زلال تھا

نہ تو زر ہے مجھ پہ کہ دوں تجھے تو امیر ہے میں فقیر ہوں
دل و جان تھا سو تجھے دیا یہی ایک مجھ میں کمال تھا

لب بام پر وہ جو آ گیا تو وہ اپنا جلوہ دکھا گیا
وہ قمر تھا ہاے جو چھپ گیا وہ پری تھا حور خصال تھا

جو خودی کا پردہ اٹھا دیا تو وصال یار کا ڈھب بنا
وہ ہمارے سامنے آ گیا کہ شہود جس کا محال تھا

دل و جان عشق نے کھو دیا مرے پاس یار نہ کچھ رہا

دیوان ضامن

دل مرا مشتاق ہے کب سے اس بت نادان کا

حضرت شاہ ز الفت سے اٹھایا ہوگا

دیوان ضامن

قاتل نے تری ہمکو اب مار لیا اچھا
اس مار سے گون فی یہ کار کیا اچھا

فرقت میں تری کب تک بیمار جیا اچھا
آ پھر خدا اب تو اے یار ذرا اچھا

انکار ہی بوسے سے اقرار ہے ملنے کا
انکار کیا اچھا اقرار کیا اچھا

دلفون کا تری قیدی مشکل ہے کہ زندہ ہے
اب تک نہوا ہاے یہ بیمار بلا اچھا

ساقی ترا میخانہ آباد ہوا ہم سے
پھر جام مئے الفت ہر بار پلا اچھا

ہر بار کے جلنے سے ہر روز کے تپنے سے
اب شمع یہ پروانہ اک بار جلا اچھا

کیا کیا ہی پری پیکر اس باغ جہان میں ہیں
کیا گلشن عالم میں گلزار کھلا اچھا

ہر رسم یہ خوبان کی جو چاہیں سو کر بیٹھیں
ہوتا ہے نہیں انکا اے یار گلا اچھا

قاتل تو ذرا اپنے بسمل کو تڑپنے دے
کاٹا ہی جو اب تو نے خونخوار گلا اچھا

غیر و نہیں تو جاتے ہیں خوش ہو کر وہ اے ضامن
اور میرے گھر آنے سے انکار ہوا اچھا

یا علیؑ جسپہ ترے لطف کا سایا ہوگا
تخت شاہی سر بلند اسکا تو پایا ہوگا

یا محمدؐ ہے تری سامنے یوسف ذرہ
دست قدرت نے ترا حسن بنایا ہوگا

جسنے کو نین میں سمجھا ہے تمھیں پشت و پناہ
اسکو دارین کی آفت سے بچایا ہوگا

چاہ یوسف کی رہی ہوگی نہ یوسف کی طلب
جسکی آنکھوں میں ترا حسن سمایا ہوگا

وہ کون ہو ضامن مین گرفتار ہون کسکا

ڈھونڈھا اسے عالم مین نشان کسکا نہ پایا

غزل بطور سہرا

مانہ مین نورفشان ہی یہ جبین کا سہرا	بارک اللہ مبارک تہو مدن کا سہرا
رشک افزاگلِ ترلعلِ یمن کا سہرا	جلوہ گر حسن بھرا غنچہ دہن کا سہرا
مجمرِ مہر مین ڈالا ہی ستارونکا سپند	ماہ نے دیکھا جو دولہا و دلہن کا سہرا
کہکشان نے بھی کیا گوہر انجم کونثار	ہے گلِ نازنبوت کے چمن کا سہرا

ہو مبارک مرے احباب کو ہر روز خوشی
کیا ہی ضامن نے کہا ہی یہ جشن کا سہرا

تبلادو طبیبو کہ مین بیمار ہون کسکا	جو یاے شفا شربت دیدار ہون کسکا
اَرِنی کی صدا لب پہ ہی اور دیدۂ خونبار	موسیٰ کی صفت طالب دیدار ہون کسکا
آتی ہی نظر ہمکو بتون مین بھی تجلی	در پردہ عزیزو مین طلبگار ہون کسکا
مین صورت گل آنکھ مین بلبل کی سمایا	اعدا کے سوا اور کہو خار ہون کسکا
اسطرح گرا خاک پہ ہون اٹھ نہین سکتا	پامال روش نازک رفتار ہون کسکا
اے عشق شہنشاہ خداوند دو عالم	جز آپ کے مین بندہ سرکار ہون کسکا
اب دیدہ حق بین سے حقیقت ہو نمایان	دیکھو تو کہ مین مظہر اسرار ہون کسکا

مشہور ہوا عشق مین مجنون ہی نام اپنا

کس طرح ہاتھ آوے وہ مرغ لامکانی

صیاد سمجھے ... دام اپنا

رندی وہی پستی مذہب ہوا ہی اپنا

یہ ذکر بجا ہی خاصون مین عام اپنا

دیوان ضامن

ردیف الباء

دیوان ضامن

ساقی تری دور میں وہ دلدار نہ دیکھا | اور بادۂ گلگون کا خریدار نہ دیکھا
عالم میں کوئی ہمنے تو بیکار نہ دیکھا | ہر کار میں پر یار سا بے کار نہ دیکھا

شاید نہ رہی مے ترے خمخانے میں ساقی | بد مست مے عشق کا سرشار نہ دیکھا
ہم دیکھتے ہیں عیش مہیّا ہے ولیکن | بر باد ہے سب عیش اگر یار نہ دیکھا

جون شمع ہے وہ پردۂ فانوس میں روشن | بے پردہ کبھی یار کا دیدار نہ دیکھا
گر عمر ترے بام کے نیچے ہوئی آخر | اے بخت سیہ روزن دیوار نہ دیکھا

جیتا نہ رہے اور نہ مر جاسے یہ بیمار | مانند تپ عشق یہ آزار نہ دیکھا
گو مجلس آنک تری جا پہونچا ہی عاشق | افسوس کبھی آپ کا دربار نہ دیکھا

طالب ہے جہان اسکی ملاقات کا لیکن | جان بیچے جو دے ایسا طلبگار نہ دیکھا
بیہوش ہی ہشیار ہے اس از نہان کا | بیہوش کی مانند تو ہشیار نہ دیکھا

اے دست جنون چاک کیا ایسا گریبان | وحشی کی بدن پہ تو کوئی تار نہ دیکھا
معلوم ہوا میکدے میں آج گرو سے | واعظ پہ قبا جبّہ و دستار نہ دیکھا
بکتا ہی پھر امصر کے بازار میں تو عشق | یوسف کو میں اپنے سر بازار نہ دیکھا

مختار محمد ہیں ہر اک کار کے ضامن
محبوب خدا سا کوئی مختار نہ دیکھا

دیوان ضامن

ناخدا کشتیِ امت پہ ہے طوفانِ بلا
تو خبر جلد کہ ہے تجھسے حفاظت کی طلب

عشق نے آپکے معشوق بنایا ہمکو
آتشِ عشق کو ہر دم ہے زیارت کی طلب

سیری آنکھوں پہ کفِ پائے مبارک رکھدو
قرۃ العین ہو حاصل ہے عنایت کی طلب

تاجِ شاہی سے تو بہتر ہے تمھاری نعلین
سر پہ رکھوں تو کروں یا رِیانت کی طلب

آپکی شوقِ محبت میں نکلجائے یہ دم
دیجیے بہرِ خدا مجکو ہدایت کی طلب

ہم گدا ہے درِ احمد ہیں نہیں کچھ پروا
جاہ دنیا کی ہمیں اور نہ ریاست کی طلب

پنجتن پاک کی الفت میں فدا ہو جانا تو
تجکو ضامن ہے اگر خاص شہادت کی طلب

رہے خانۂ جان میں ہمیشہ صنم کبھی ملنے کا اُسکے نہوا سبب
چھپے پردے میں ایسا وہ غیرتِ حور کہ نہو دی خبر یہ ستم ہے غضب
تمھیں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں شمس و قمر نہیں ثانی تمھارا کوئی بشر
ترے صدقے ہیں سارے یہ جن و بشر تری مثل صنم پری ہو سکے کب
تجھے کہتے ہیں جلوۂ رشکِ قمر تجھے کہتے کمانِ دریدہ جگر
تجھے سرو رواں کہیں سارے بشر تجھے کہتے ہیں قمری طوق لقب
ترے شوقِ وصال میں چھوٹا وطن تری کوچے میں آ کے تو پہنا کفن

ترے در پہ ہے ضامن علی یکہ تا شہر ہے دوسرا دامیر عرب

ردیف تای فوقانی

کیا دیکھیے یہ پروانۂ دلِ زار کی ہمت
غالب ہے رخِ شمع دل آزار کی ہمت

ہر گوہر و مرجان سی کیا کرتے ہین دامن
دیکھو یہ مرے دیدۂ خونبار کی ہمت

دیکھین نہ کبھی حور کو جنت مین مری جان
یا تنگ ہے تری طالبِ دیدار کی ہمت

بے پیری بلائے مری گھر آپ وہ آئے
عالی ہے یہ اُس عالیِ مقدار کی ہمت

عالم کو کیا مست خرابات سے ناز
مصروف ہے یہ ساقیِ سرشار کی ہمت

ہے دل مین تمنا کہ بیان کیجیے کچھ حال
قاصر ہے وہان دستِ گفتار کی ہمت

وہ کشتۂ ہجران کو تین دم مین جلاتے
ہے رشک مسیحا تری رفتار کی ہمت

صحرا مین تری مجنون کی پابوس کو آئے
اے آبلہ پا دیکھی طلبگار کی ہمت

عاشق کو غم ہجر سے اکدم مین چھڑایا
کیا کہیے کہ کیا ہے تری تلوار کی ہمت

دائرہ ہے میان عشق کی نقطے کو سب عالم
جاذب ہے ترے نقطۂ پرکار کی ہمت

ہر زخم جگر پہ مرے زنگار چھڑک دو
ای یار روا گر ہے تمھین کچھ بیمار کی ہمت

اب سینہ و دل مین ہے بازو و کمر مین
ہو جائے خدا حیدرِ کرار کی ہمت

شوق دیدار میں ہم بیخودی یا اشک ہوئی
گاہ بیخود ہجر میں ہوں باخبر ہوں وصل میں
اک نقطہ ہی نہیں ہم عشق میں اُس بت کو ست
دل کیسے پامال کتنے روز مُردہ ہی جی اُٹھے

زلت آرزی کہ ہوں بر سر بازار ست
یار بھی ہمکو ملا کیسا ہی خود ہشیار ست
شمس تبریز و جنید و شبلی و عطار ست
اے مسیحا ہر عجب تیری تو یہ رفتار ست

جب سے ساقی نے پلایا جام وحدت کا مجھے
حشر تک ضامن رہیگا بیخود و سرشار ست

ردیف ثای مثلثہ

معلوم نہیں خفگی دلدار کا باعث
جاؤں نہ کبھی کوچۂ دلدار میں ہرگز
اقرار تو کیا کیا تھی شب وصل میں تمسے
چاہے جسے ملجائے وہ خود کام ستمگر
موسیٰ کیطرح گر گئے بیہوش ہوئے سب
انداز نئی چال نئی ناز نئے ہیں

بیجرم و خطا تیغ قضا کار کا باعث
لیجائے ہر یہ عشق دل زار کا باعث
ظاہر نہوا ہمکو پہ انکار کا باعث
موجب نہو تسبیح نہ زنار کا باعث
اے یار وہ ہے جلوۂ دیدار کا باعث
یہ سب ہے میاں حسن کے اظہار کا باعث

دیوان ضامن

قید مین صیّاد کے ہم آپھنسے افسوس ہے
مُرغِ دل قیدِ ستم مین آپڑے اندہ ہی عبث

زلفِ سنبل یار کو ہر دم سنواری ہی صبا
کاکلِ مشکین کو ای مشاطہ شانہ ہی عبث

جو کُشتہ ہین تری تیغِ تغافل کے صنم
اُنکو جینا ہی عبث اور زہر کھانا ہی عبث

جا ہی عاشق کو خاکِ کوے جانان ہو رہے
جو گیا کوچے مین اُسکے پھر کے آنا ہی عبث

اسپ یا کیطرح اشک بدان مین ہو روان
آہ کا اُسکو عزیز و تازیانہ ہی عبث

جلگیا ای شمع تجھپر شوق دل سے جان نثار
ماتمِ پروانہ پر آنسو بہانا ہی عبث

ہے مگر مدِّ نظر جان نثار قیبون مین تمھین
چاہیے جانا وہان ہمکو سُنانا ہی عبث

تو نہ آیا اپنے گُشتے کے جنازے پر کبھی
بعد مدت اُسکی مرقد پر بھی آنا ہی عبث

مرقدِ عاشق کو تیری سایۂ گیسو ہے بس
روضہ و گنبد کلس اور شامیانہ ہی عبث

طائرِ جان اُڑ گیا قید دو عالم چھوڑ کر
مُرغِ لاہوتی کو ضامن آشیانہ ہی عبث

ردیف جیم

آنکھ مفلس کی لڑگئی سن حُبّت زردار سے آج
مُرغِ دل بازی لگی طائرِ پردار سے آج

دل مرا قید ہوا زلف مین تیری کافر
ربط مومن کو ہوا رشتۂ زنّار سے آج

رنج لاکھون ہوئی گو تجھ سے کروڑون صدمے
یا خدا ہو نہ مگر اس بت عیار کو رنج

کوہکن کی جو لگا سر مین ہے تیشۂ عشق
خون عاشق سے ہوا اس کہسار کو رنج

معدن رنج ہون ایسا کہ مری رنج سے ہاے
دشت غربت مین بھی ہی پانوؤن سے ہر خار کو رنج

کیون عبث کیجیے اُس یار کا شکوہ ضامن
عشق مین ہوتا ہی ہے عاشق غمخوار کو رنج

جو گنج ہاتھ نہ آئے تو کچھ نہ لائے رنج
سو گنج رنج کا ہی گنج صد بلائے رنج

دولت کے گنج کو دیکھو تو رنج ہوتا ہے
قسم خدا کی ہی کیا کیا نہ یہ دکھائے رنج

خوشی کی باتین کرو اور خوش ہو بے رنج
عزیز جانو اُسے دل سے جو اُٹھائے رنج

یہ رنج شغل قضا ہے کہ مار ڈالے ہی
زمین کی نیچے شجاعونکو یہ تو لائے رنج

ترنج اسلیے ہی ترش آہین بھی ہی رنج
بہ رنج خور بھی ہوتی ہین مبتلائے رنج

ذرہ سی بات مین رنجیدہ جو کہ ہو جاوے
تم اُس سے ہی بچا کو کہ وہ بھی ہی اک بنائے رنج

مٹا دے دفتر دل سے تو رنج کو ضامن
بہت سے دنیا مین تو تو نے اُٹھائے رنج

ردیف حای حطی

دیوان ضامن

ردیف جای معجم

دفتر وحدت ہے ضامن صفحۂ خاطر ترا
لوحِ دل سے ہوگیا حرفِ دوئی کا انتساخ

ردیف دال مہملہ

کیا کیا نہین مجھپہ کرتے بیداد
اللہ سے ہے بتون کی فریاد

قدکو ترے قامتِ قیامت
شمشاد کہون کہ سروِ آزاد

ہے سامنے تیرے دست بستہ
خوبان کا مگر تو ہی ہے استاد

انکھون مین ہے نور تیرے دم سے
ہے خانۂ دل تجھی سے آباد

تو غمزہ نواز فتنہ زا ہے
ہے ناز و ادا کی تو ہی بنیاد

یہ چرخِ کہن ہے پیرِ دیرین
صدہا ایسے داؤن گھات ہین یاد

اے ظلم شعار آفتِ جان
اِس فن مین ترا ہی کون اُستاد

شیرین تری غم مین کھائے تیشہ
ادنی ترا کوہ کن ہے فرہاد

وہ سخت ہے سنگدل ترا دل
ہے سامنے جسکے موم فولاد

او چرخِ بخیل مردم آزار
کیا کیا تجھے داؤن گھات ہین یاد

کیا حور و قصور کس کی جنت
تم بن مرا دل کبھی نہ ہو شاد

دیوان ضامن

ازل سے تھا ہر ایک جا [illegible]
محمد ہے محمد ہے محمد
شرف صاحب لولاک ہے وہ
بیشک نور کل افلاک ہے وہ
وہ موصوف صفات پاک ہے جو
محمد ہے محمد ہے محمد
مقدس مرآت نور الٰہی
محبوب ذات بارگاہی
وہ شاہان شہنشاہان [illegible]
محمد ہے محمد ہے محمد
بروز حشر لرزان [illegible] مین ہون
بتا [illegible] شفاعت [illegible]
محمد ہے محمد ہے محمد

دیوان ضامن

نہ باقی چھوڑ کوئی صید کا نشان صیاد
ہر ایک مرغ یہ کہتا ہے الامان صیاد

یہ مرغ دل نہیں آنیکا دام مین تیرے
ہے لامکان نہ سدا اُسکا آشیان صیاد

نہ توڑ ذبح سے پہلے تو بال و پر میرے
نہ کر یہ جور و ستم ہے یہ بے بیان صیاد

نہین ہے چہچہ مین بلبل کے شاخ سنبل کی
ہے اُسکے دل سے اُٹھا آہ کا دھوان صیاد

پھڑک کے توڑ لیے مرغ دل نے بال و پر
نہ ایکدم بھی ہوا اُسکا پاسبان صیاد

نکل چکا ہے لہو چھیت گلے پہ چھری
ہوا ہے رنگ مرا رنگ زعفران صیاد

نگاہ تیر نے بس کر دیا ہے کام تمام
اُٹھا نہ ہاتھ مین اپنے تو یہ کمان صیاد

شب وصال ہے مرغ سحر کا کھٹکا ہے
الٰہی کاٹ لے اُسکی کوئی زبان صیاد

ہمارا طائر دل کرکے دام زلف مین قید
لیے پھریگا ہمیشہ کہان کہان صیاد

قفس مین بند نہ کر ذبح کر مرے قاتل
چھوڑا دے قید ہستی کی مہربان صیاد

وصال یار میسر ہو کس طرح ضامن
ہمیشہ گھات مین رہتا ہے آسمان صیاد

احد سے کون بن آیا ہے احمد
محمد ہے محمد ہے محمد

بشکل بشر ہے آن نور سرمد
محمد ہے محمد ہے محمد

تحیات و درود و در رحمت حق
سلام اللہ بر روح محمد

[illegible]

به بوسش آمده زسنگ اسود
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

ہزاروں معجزے نادر دکھائے
محمدؐ نے بہت مردے جلائے

یہ کنکر دیے ہیں سب رد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

وہی ہے مالک ملک الٰہی
حقیقت میں وہی ہر قبلہ گاہی

شفیع امت عاصی کہ آمد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کشیدہ بر رخ مصحف چو گیسو
دل عشاق را بستہ بہر مو

کدام آنکس کہ دارد مدّ و این شد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا جبریل کو مسجد میں اک دن
ہیں پردہ وہاں کچھ ساکن

وہاں ہو دی اصدا اور یہاں ہی احمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا جبریلؑ نے آکر کہ اے دا
مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا

سوائے ذات اقدس آنکہ باشد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کھلا جب عائشہؓ پہ ستر مکنون
رسول اللہ تمکو میں کہوں گی

خدا اسکو کہوں گی یا محمد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

کہا حضرتؐ نے خوش ہو عائشہؓ سے
ترا ایمان کامل ہو گیا ہی

عزیز و اسکو تم جانو موکد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

اگر طالب ہو تم قرب الٰہی
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

سعادت جنت میں تمکو بادشاہی
طریق احمدی سے ہو میسر
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

حصول معرفت ہر یہ ولایت
شریعت ہو طریقت ہو حقیقت
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

ردیف راء مہملہ

کہ جسنے ذاتِ احمد کو نہ جانا
نہیں ملی رہِ دین مین اُسکا ٹھکانا

بستا مومن کے دل مین یا محمدؐ
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

تمہارے عشق سے سرِّ الٰہی
ہویدا مجھپہ ہوجاوے کما ہی

اگر ضامن ہو تم یا جدّ امجد
محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

لکھو نمین اپنا جگر سوز لائیے کاغذ
عزیزو کوئی سُنہرا منگائیے کاغذ

ہر ایک حرف ہے مرے خط کا دامِ الفت ہی
جُدا جُدا اُسے قاصد سُنائیے کاغذ

جو فہم ہو خط کو سُنانے سے نامہ بر ہو ہیچ
کسی مجلے کو بُلا کر پڑھائیے کاغذ

غمِ فراق کو یارو جو اپنے کیجے رقم
ہزاروں دفترِ غم کے بنائیے کاغذ

گنہ کی سیاہی سے اعمال نامہ میرے ہین سیاہ
تو اپنے فضل سے یارب چھپائیے کاغذ

ہوا ہے خط مرے اشکو نسے تر بوقتِ رقم
دلا یہ دفترِ غم سے بہائیے کاغذ

لکھا کے نقش کوئی لیس کا مشک و گلاب
صنم کو شیر و عسل مین پلائیے کاغذ

لکھے وہ کونسے خط مین بقین شکایت کے
ابھی منگا کے ہین وہ دکھائیے کاغذ

کسیکے ہاتھ نہ آجائے رازِ دل ضامن
حریف بد کی نظر سے بچائیے کاغذ

[illegible]

کیجے نہ ذرا شکوۂ خنجر تہِ خنجر
تسلیم و رضا چاہیے خنجر تہِ خنجر

طاقت نہیں بازو میں ہے یا کند ہوئی دھار
یا حلق مرا ہو گیا پتھر تہِ خنجر

خون کیجیو مرا دل صفتِ شر گا نہیں ہے ٹھہرا
اس دل کا ہوا ابتو ہے بستر تہِ خنجر

ہر زخم پہ کہتا ہوں کہ رحمت ہے خدا کی
ہمسایہ ہے یہاں کون دلاور تہِ خنجر

کیا لطف و مزہ پاتی ہیں عاشق تری قاتل
گردن جو کٹا لیتے ہیں اکثر تہِ خنجر

بسمل کو تڑپنے نہیں دیتا ہے وہ قاتل
کیا کیا نہیں کرتا ہے ستمگر تہِ خنجر

ڈرتا ہوں تحمل کرکے نہ بہ جاوے یہ آہن
ہے آتشِ الفت مری اندر تہِ خنجر

فرقت کی مصیبت سے چھڑایا مجھے قاتل
ہو جاوے ادا شکر ہے بہتر تہِ خنجر

تڑپے ہے کوئی لوٹے ہے بیتاب کوئی ہے
جانباز ہیں اکثر پڑے در پر تہِ خنجر

میں آہ نہیں کرتا ہوں کٹا لیتا ہوں سر کو
قاتل وہ مرا کون ہے ہمسر تہِ خنجر

گر قتل کی ٹھہرے تو دکھا دے رخِ زیبا
ضامن یہ بڑا تڑپے ہے کافر تہِ خنجر

جو نظر آتا نہیں تھا اب وہی آیا نظر
چشمِ حق بیں بعد مدت تو نے حق پایا نظر

آفتاب نورِ حق گو ہے عیاں پر ہے نہان
اس رخِ روشن کا ہمکو آرہا سایا نظر

غیرِ حق مت دیکھنا اے چشمِ حق بیں دیکھنا
ہمنے کیا کیا کسطرح سے تمکو سمجھایا نظر

[illegible]

ضامن مسکین [illegible]

ردیف دال ہندی

[illegible]

نیمجان تڑپے ہے کشتہ ترا او اہل ستم
ہاتھ سے اپنے نہ قاتل ابھی تلوار کو چھوڑ

دیکھ مخمور تری چشم سیہ مستان کو
محتسب تیری گلی مین گئی دستار کو چھوڑ

وعدۂ وصل وفا کون سے دن ہوگا ہائے
عمر گذری ہے مری ابتو این انکار کو چھوڑ

کوی جانان تو ہوا ہے مجھے فردوس سے خوش
اب کہین جاؤن ہونہین کوچۂ دلدار کو چھوڑ

ہاتھ پاؤن ہین جدا سر بھی کسیکا ہے جدا
نیمجان کرکے وہ قاتل گیا دو چار کو چھوڑ

تم بھی اب کھاؤ ہوا جاؤ بیابان سے اڑ جاؤ
گل گیا باغ سے ای بلبلو اب خار کو چھوڑ

تیری الفت مین تو ضامن کو جہان نے چھوڑا
تو نہ او اہل وفا اپنے وفادار کو چھوڑ

ردیف زا بر معجمہ

دخل ہووے نہ رقیبونکا جہان پر ہرگز
نام آجاے نہ غیرون کا زبان پر ہرگز

شکل غنچہ ہوئی خان کی لب ہے پنہان
بے نشانی کا نہ رکھ لفظ زبان پر ہرگز

مثل بو ہے گل تر یار مین وہ رہتا ہے نہان
وہم دوری کا نہین یار وہان پر ہرگز

عاشق جلوۂ دیدار ہین جو خاص خدا
دل لگاتے نہین وہ حور جنان پر ہرگز

جو کہ ہین خاک نشین تارک دنیا ہے لعین
پاؤن رکھتے ہی نہین تخت شہان پر ہرگز

دیوان ضامن

پرہیزگار آپ ہین معلوم ہے ہمین
ای شیوۂ فریب دم باز رکھ پرہیز

بے جرم قتل کر نہ کسیکو خدا سے ڈر
جور و ستم سے او بت طناز رکھ پرہیز

مردے جلائے آپنے ای عیسی زبان
کشتے سے تو نہ صاحب اعجاز رکھ پرہیز

وعدہ کیا وفا نہ کیا شب گذر گئی
دم دیکے ہمکو او بت دمباز رکھ پرہیز

وہ بیوفا کسی کا ہوا آشنا نہین
اُس بیوفا سی ای دل ناساز رکھ پرہیز

ای اشک شرح راز نہ ضامن کا فاش کر
اب بہر لا تو گریۂ اعجاز رکھ پرہیز

ردیف سین مہملہ

نہ جا تو یار کسی بو الہوس کے پاس
برنگ بلبل و گل بیٹھ خوش نفس کے پاس

مثال بوے گل تر کہان گیا نہ ملا
ہمارے پہلو سے دل جنبیدہ فرس کے پاس

ہمارے قرب سے پرہیز گلبدن کیون ہے
کہ گل بھی رہتا ہے گلفام خار و خس کے پاس

لبون پہ آہ و فغان بلبلین بس ہے نالۂ شوق
جرس بجی ہے دمادم یہ اک جرس کے پاس

نہ مل تو غیر سے ای یار ہم سے یا ہم مل
کسی نے دیکھا نہ پروانہ خوش نگس کے پاس

برنگ بلبل شیدا فدا ہون اسیر مین
اگر وہ گل رخ زیبا جو بیٹھے ہے قفس کے پاس

ضامن اُسکا پیتا کہیں نہ ملا
ہمنے ڈھونڈھا وہ یار برسوں برسوں

جو صید کش کو ہوئی دام اور قفس کی ہوس	تو مرغِ دلکو مری ہے تمھارے لبس کی ہوس
کسیکو ناقۂ لیلی کے ہے جرس کی ہوس	ہمیں ہے یار کی انداز خویش لفس کی ہوس
مثالِ عاشقِ پروانہ شمع رُو پر جل	نہ بیچیا صفتِ طیر رکھ مگس کی ہوس
ہمیں ہے پاک تعشقِ جمالِ یار کا شوق	نجس کو ہوتی ہے دلدار سے نجس کی ہوس
جو عشق باز ہے صادق تو جان دے پہلے	مقامِ عشق میں باطل ہے بوالہوس کی ہوس
بنی ولی تو یہ کہتے تھے ماعرفناک	نہ تو ہے کچھی کسیکی بھی دسترس کی ہوس
تمھارے عاشقِ صادق کو وہ جنون ہوا	ہوئی ہے جنگو کی اب سکو خار و خس کی ہوس
ہوا ہے تختِ سلیمان خاک کا میرے	نہ ہمکو فیل کی خواہش نہ کچھ فرس کی ہوس
وہ شاہِ حسن دکھاتا نہیں جمال کبھو	جو شوق لاکھ برس کا ہو سو برس کی ہوس
کلس ہے گنبدِ گردون پہ مہر و ماہ کا کیون	تمھارے حجلۂ زیبا کے ہے کلس کی ہوس
کہاں ہے تختِ سلیمان سکندر و دارا	مقامِ فانی ہے دنیا مگر عبث کی ہوس
ہمیں تو ایک فقط آپکی ہے یار غرض	نہ سو ہزار سے سلطنت پانچ دس کی ہوس
تمھارے قدمونپہ ضامن کی جان نکلی ہے	ہے پائے ناز کی آنکھوں سے ہمکو مس کی ہوس

دیوان ضامن

[illegible]

یہ جتنی دنیا ہی عبث کب تک گئے گا پانچ وسن
یہ کل شئی ہالک ہے فانی ہی سب مور و مگس

کیا پانچ وش کیا پانچ وش اللہ بس باقی ہوس
مور و مگس مور و مگس اللہ بس باقی ہوس

ای طائر جان در قفس فریاد مت کر صبر کر
مجنون بن مین پھر رہا تم چھوڑ دو وہ اس مرا

ای در قفس ای در قفس اللہ بس باقی ہوس
ای خار و خس ای خار و خس اللہ بس باقی ہوس

ای مونس غم ہمنفس تو بھی گریزان ہو چلا
فریاد ہی تمسے مری ای دادرس صابر علی

ای ہمنفس ای ہمنفس اللہ بس باقی ہوس
ای دادرس ای دادرس اللہ بس باقی ہوس

بس کام یہ ہی آئیگا کر یاد حق اسے ہمنفس
ای ہمنفس ای ہمنفس اللہ بس باقی ہوس

ضامن علی ہین دادرس مخدوم ہین فریادرس
فریادرس فریادرس اللہ بس باقی ہوس

ردیف شین معجمہ

آتے ہین تیری عاشق شیدا کو غش پہ غش
مجنون کیطرح کشتۂ لیلی کو غش پہ غش

مت کھول فصد خون کی عیوض ہین آئینگے
مجھ ناتوان و والہ و شیدا کو غش پہ غش

کچھ بھی خبر ہے آج ستمگر کہ کیا ہوا
تیری گلی مین عاشق شیدا کو غش پہ غش

اس بے خبر حبیب نے سکتہ بتا دیا
فرقت مین آئے حیرت افزا کو غش پہ غش

ہو نہیں سکتی کبھی تیری برابر خاص خاص	آسمان لبری کا تو ہے خورشید کمال

زندگی دنیوی ضامن مثال برق ہے
جادۂ فانی پہ رکھیں اپنا بستر خاص خاص

ردیف ضاد منقوطہ

رکھتے ہیں ہم تو مالک مختار سے غرض	ہمکو نہیں ہے کچھ بت عیار سے غرض
کچھ ایک سی غرض ہے نہ دو چار سی غرض	ہمکو غرض فقط ہے تو اک یار سی غرض
سبحہ سے ہمکو کام نہ زنار سے غرض	تار نفس کا تار بندھا یار تیری ساتھ
بسمل کو یار کے نہیں طومار سے غرض	ٹانکے لگا نہ زخم پہ مرہم لگائیے
رکھتا ہے یار بھی دل بیمار سے غرض	بڑھ جائے مرض عشق دوا ایسی دے طبیب

آب بقا سے کام نہ عیسیٰ و خضر سے
ضامن کو یار ہے ترے دیدار سے غرض

ردیف طای مہملہ

جز تجلی یار کے دیکھا نظر آیا غلط	جسکو سمجھے تھے صحیح ہم اسکو پایا اب غلط

ردیف ظای منقوطہ

دیوان ضامن

تمہاری کاکلِ مشکین کو دیکھکے زاہد | رہے نہ قید سے کوئی بھی پارسا محفوظ

بتون کا عشق ہے ضامن یہ ناگہانی بلا
کہ اُنکے جور سے ہمکو رکھے خدا محفوظ

ردیف عین مہملہ

اہلِ رضا کو یار سے تکرار ہے منع
بسمل کو زیرِ تیغ کے گفتار ہی منع

زخمیِ تیغ عشق کو تسلیم چاہیے
اِس مرض کی دوا دلِ بیمار ہے منع

مرتا ہو جو کہ آپ ہی فرقت مین یار کی
گردن پہ اُسکی کھینچنی تلوار ہے منع

حور جنان کا عیش لذائذ نفوس ہے
جز یار کے یہ طالبِ دیدار ہے منع

جسکو کہ ہو نہ شوق لقائے جمالِ دوست
تسبیح کیا ہے رشتۂ زنار ہے منع

رازِ درون پردہ سودائے زلفِ یار
پردے کی بات بر سرِ بازار ہی منع

کسطرح دیکھیے یون اُسے جس جا نہو گذر
غرفہ بھی منع روزنِ دیوار ہی منع

نامہ مین کیا لکھون کہون اُس سے حال کیا
وان گفتگو تو قاصدِ طرار ہے منع

عالم کو تمنے قتل کیا تیغِ ناز سے
پر قتلِ مجھ غریب کا خونخوار ہے منع

حاصل جواب ہو نہ کسی بات کا وہان
اقرار بھی منع ہی تو انکار ہے منع

ردیف غین معجمہ

پسند خاطر ایزد ہی عدل اور انصاف
پہ چار دن کی ہی فصل بہار گلشن مین
فریب حسن پہ اے گل نہ کر تو اتنا لاف
روا نہین کسی مذہب مین کرنا حق تلفی
ستم سزا مجھے قاصد کا ہو قصور معاف
کسی کا ہمیشہ نہین ہوتا کبھی کو زوال
خدا کے سامنے ہوگا برا ترا انصاف
جفا و جور و ستم جتنے چاہے اب کرلے
لگی دکھی کبھی ہمکو بھی اب زمین صاف
محبت ہو گئی ہے ہمکو اس پیرو سے
اُسی کو خانہ کعبہ کہین ہین اے ضامن
جو دل ہو پاک کدورت سے مثل آئینہ صاف

روشن چراغ قبر مین سینے پہ ہین مرے
ضامن فراق یار مین تمنے جو کھائے داغ

ملتا نہین ہے یار نہ کچھ یار کا سُراغ
ڈھونڈھا جہان مین پایا نہ دلدار کا سُراغ
اِک تھا رفیق پہلو مین وہ بھی گیا ہے چھوٹ
ہمکو ملا نہ کچھ دلِ بیمار کا سُراغ
کچھ کام ایسا کیجیے جس سے کہ وہ ملے
ہم کو بتادو دوستو اُس یار کا سُراغ
مشکل تو یہ ہے جبکہ وہ ملتا ہے نازنین
ملتا نہین ہے طالب دیدار کا سُراغ
گم گشتگانِ وادیِ حیرت کو ڈھونڈھ مت
ہاتھ آئیگا نہ صاحب اسرار کا سُراغ
ڈھونڈھا اُسی کو آپکو جب ہمنے پالیا
ہاتھ آگیا ہمین تو یہ بیکار کا سُراغ

دل مین مقام یار ہے جون بوی مثل گل
ضامن ملا ہے ہمکو یہ اب یار کا سُراغ

ردیف فا

خدا نے بخشے ہین جو ذات مین تری اوصاف
نظیر تیرا نہین ہے زمین سے تا قاف
یہ ہمنے مانا کہ یوسف ہی خوبصورت ہے
مگر زلیخا اُسے دیکھکر کرے انصاف
وہ شمع طور کے جلنے کو کرتا ہے ظاہر
پڑا ہے جسد مین اُسکے وہ نقرئی موباف

ردیف قاف

دیوان ضامن

ردیف میم

نہیں دل رہا ہی بچانے کے قابل | جگہ تیر کا ہون نشانے کے قابل

مرا سر ہے قاتل کٹانے کے قابل | تجھی تیغ ہے آزمانے کے قابل

اگر کوئی سر ہے کٹانے کے قابل | وہی اس گلی مین ہو آنے کے قابل

ہنسایا کسیکو دیا ہمکو گریہ | فقط ایک مین تھا رولانے کے قابل

شہید ستم کو نہ پانی سے دو غسل | یہ لاشہ ہی خون سی نہانے کے قابل

یہ عید قربان دکھائی ہے ہمکو | گلے سے ہی خنجر لگانے کے قابل

مین نقش کف پائے جانان ہون ای غم | نہین ہو یہ نقشہ مٹانے کے قابل

مرا عشق اور جور تیرا ستمگر | یہ نادر ہین دونون فسانے کے قابل

مین وہ ناتوان ہون مرا دم ہی آندھی | ہوا باد غم کے اڑانے کے قابل

ہوا ہون کسی گل کی الفت مین بلبل | مری قبر ہے گل چڑھانے کے قابل

اگر ہو ہلاہل تو پی جاؤن اسکو | نہین مین ہو فرقت کا کھانے کے قابل

ہوا مار گیسو پہ عاشق مرا دل | یہ سانپون سی اب ہو کٹانے کے قابل

ترا دم بجایا دلیلے سے خالی | یہ مجنون جرس ہی بجانے کے قابل

نہ عشق اگر شعر خوانی ہو باطل | نہین مین یہ قوال گانے کے قابل

خفا ہو نہ طوفان گریہ سے میرے | یہ دریا ہی خون ہی بہانے کے قابل

ردیف نون

ہمکو مارا ہی محبت نے کسی گلفام کی
وہ بت کافر ہوا کب رام ہم کافر ہوئے
مرزکو مدت سے سنتے ہین عزیزو ہم وصال

مثل بلبل بر سر گلزار مرجائینگے ہم
تارِ گیسو کی ہین زنار مرجائینگے ہم
اس تمنا مین ابھی غمخوار مرجائینگے ہم

آج کل پر جھوٹے وعدے کرتا ہی ضامن وہ شوخ
ایک دن یون ہی مگر ناچار مرجائینگے ہم

تیری فرقت مین او بتِ خود کام
بت پرست آپ اور ہمارا نام
تو زبان اپنی یار رکھ تھام
کیا ہی تازہ ہی بوی گل سے دماغ
لیکے دل اس پری نژاد نے یون
ہم نے بہتیری بت پرستی کی

کام اپنا ہوا تمام تمام
حضرت دل تمھین سلام سلام
ہم سُنے جائینگے ترے دشنام
رہے ایام باغ حسن مدام
وحشیون مین کیا مجھے بدنام
نہو ا رام پر وہ دل آرام

کربلا کو ہے یار سے ضامن
اور بلا اُس کی ابروِ صمصام

دم باز تھا جو ہمکو وہ دم دیگیا صنم
امید وصل تھی ہمین فرقت ہوئی نصیب

آرام دیگیا ہمین غم دیگیا صنم
عیوض مین وصل کی ہمین ستم دیگیا صنم

خفا ہے بلبل گل و باغبان سے — نہین کوئی اپنا سہارا چمن مین

لگے آگ جل جائے گلشن عزیزو — کیا اُسنے ہمسے کنارا چمن مین

صبا غنچہ و گل سبھی ہین نظر مین — ذرا ہو چکے جلوہ آرا چمن مین

نہ بستی مین یا ورنہ صحرا مین ہو ہم — نہین کوئی مونس ہمارا چمن مین

نہ ضامن کو الفت ہے سیر چمن سے — نہ تجھ بن ہے ہمکو گوارا چمن مین

ڈھونڈھا اُسے جا نہین وہ ابتک ملا نہین — ارض و سما مین یار کا ملتا پتا نہین

جلکے خاک بھی ہوا اور نہ کچھ بجھا — جس طرح مین جلا کوئی ایسا جلا نہین

بلبل بھی مر گئی غم باغ و بہار مین — شاید کہ اس چمن مین کوئی گل کھلا نہین

جو کچھ کہ مجھ پہ گذرا وہ قابل بیان نہین — راز درون دل یہ کسی نے کہا نہین

ولیکن یہی ہے ٹھہری کہ مرجائیے ابھی — پر کیا کرون کہ آئی ابھی تک قضا نہین

گردن پہ آپ کی تو مرا خون ہو چکا — بیجرم قتل مجھکو کیا تمنے کیا نہین

مت رکھ خیال زلف سیہ ناگنی کا دل — افعی کو آستین مین کوئی پالتا نہین

شاید ہمارے خون کی مہندی لگاؤ گے — دست جفا پہ آپکے رنگ حنا نہین

کوچہ تمھارا فرض کیا کربلا نہین — بڑ قتل گاہ دہلی سے کم بھی ذرا نہین

[illegible]

عاشق کو کام کیا ہی شراب و کباب سے عیسیٰ کا حشر تک نہیں احسان اٹھاینگے		ہم کھانیوالے خون جگر کی غذا کے ہین مقتول ہمتو یار کے ناز و ادا کے ہین

دنیا کی بود و باش تو ضامن ہوا ہے
دیکھا جو غور کر کے یہ پتلے ہوا کے ہین

اے شمع وہ ہی اپنا سینہ کباب تجھ بن	اور بحر زندگی ہی مثل حباب تجھ بن
کل کل بگڑ رہی ہے ہیکل کیا ہی ایسا	کچھ دم نہ مارتی ہین چنگ و رباب تجھ بن
آہ و فغان ہی حسرت بیٹھی ہین غم کے مارے	سب بند ہوگئی ہین فرحت کے باب تجھ بن
وہ دہ چراغ کشتہ الفت ہین آپ کی ہون	اور زندگی ہی اپنی مثل حباب تجھ بن
شعلہ بنا دیا ہے اور آتش محبت	جون برق جا بجا ہی لُبّ لباب تجھ بن
شیرازہ محبت اور عقل کی کتابین	سب منتشر ہین سیپارے فصل و باب تجھ بن

حاصل ہوا نہ ضامن جز یاس اور حسرت
برباد کر دیا ہے اپنا شباب تجھ بن

پیتے نہیں ہین ساقی ہمتو شراب تجھ بن	اور جام مے صراحی سب ہین خراب تجھ بن
گنتا ہون شب کو تارے آ ماہتاب تجھ بن	تاریک سب جہان ہی اور آفتاب تجھ بن
ہین سرخ اشک اپنے ساقی شراب تجھ بن	جون جلکے دل ہوا ہی میرا کباب تجھ بن

ردیف النون

قابل نہیں بیان کے حال خراب اپنا
ضامن ہے جو گذرا رنج و عذاب تجھ بن

کس طرح دیکھون وہ مہوش تو نظر آتا نہیں
کیون [illegible] دکھلاتا نہیں

[illegible] یاد آتا نہیں

وہ دہن بن [illegible] بھی [illegible]
[illegible] کیا یار فرماتا نہیں

کس کو [illegible] کون [illegible] جاتا نہیں

اے صبا [illegible] سی لگی یا [illegible] عدم

[illegible] کوئی جا کر پھر آتا نہیں

کشتۂ تیغ جفا کے لاشۂ مظلوم کو
اشک غم نہیں کے سیوا کوئی تو نہلاتا نہیں

جا لگا محفل میں لیکن شمع سان خاموش ہون
برق کی مانند مضطر ہو کے جلاتا نہیں

ہو وہ منظور نہیں مری لیکن نظر آتا نہیں
مثل بوے گل ہے پنہان شاد دکھلاتا نہیں

دسب خفگی نہیں کچھ دشمنوں نے کہہ دیا
آپ بھی آتا نہیں وہ ہمکو بلواتا نہیں

جان بلب ضامن ہے آہ وحشت سنگین دل
ہاے قسمت وہ ستمگر کچھ تو فرماتا نہیں

حسن و جمال یار تو کیا جا بجا نہیں
پر کیا کرون کہ آنکھ مری حق نما نہیں

دریاے غم میں پار میں ہو جاؤن کسطرح
طوفان میں ہے جہاز مگر ناخدا نہیں

دشنام دیکر مردے جلائی ہیں یار نے
عیسے کے لب میں بھی تو ایسی شفا نہیں

فردوس ہے بہشت ہے عرش بریں ہے یہ
آیا جو کوے یار میں پھر کر گیا نہیں

جاؤن کدھر میں تیرے سوا چھوڑ کر تجھے
تجھسا جہان میں یار کوئی دوسرا نہیں

عاشق اگرچہ مخزن رنج و بلا ہے یہ
مانند ہجر کے کوئی رنج و بلا نہیں

دعوی تو کر رہا ہے خدائی کا وہ صنم
لیکن یہ شکر ہے کہ وہ کافر خدا نہیں

ملجائینگے مزار میں مجنون کے استخوان
زنجیر میری پانون کی وحشت ہلا نہیں

باد خزان نے باغ کے برباد کر دیا
غنچہ ہمارے دل کا جو اب تک کھلا نہیں

دیوان ضامن

جسکے ہون ہر کام مین ضامن علی	مشکلین اسکی ہون آسان سیکڑون
لامکان ہین مکان رکھتے ہین	بے نشان کا نشان رکھتے ہین
ہو رہا ہو وہ سے نہین کچھ کام	اس سے آگے دھیان رکھتے ہین
جب عدم سے وجود مین آئے	کُلّ یوم کی شان رکھتے ہین
ذات واجب کو کر دیا ممکن	عشق تجہیر گمان رکھتے ہین
راز ہو ہو ہے نغمۂ قدوس	صوت سرمد پہ کان رکھتے ہین
جان اپنی تو ہے فقط بے جان	اپنے جانان کی جان رکھتے ہین

کیا فنا نے مزہ دیا ضامن
کر بقا سے ہم آن رکھتے ہین

گوہر نایاب دندان ہین دہانِ یار مین	سرخی لعل بدخشان ہے زبانِ یار مین
ابرو خمدار اسکی اور مژگان سنان	دستۂ تیر قضا دیکھا کمانِ یار مین
آنکی اُسکے خبر تھی آن سے آیا وہ یار	آن نکلی ہے عجائب آج آنِ یار مین
روزنِ دیوار سے شاید وہ آ جھانکے مجھے	تاکتے ہین اسلیے ہم ناودانِ یار مین
سب گلو نکہتِ معطر ہوئے گلشن سے دماغ	کیا نسیم آئی گذر تو بوستانِ یار مین
گل توڑا تو پہ یہ سر تھا آج یہ رتبہ ملا	ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے آستانِ یار مین

ظاہر اقطرہ ہوں معنی میں ہوں دریا قلزم
جلوہ عرفان کا ہوں گم گشتہ کنارا مجھ میں
شمس سر احقیقت کا ہوا جب طالع
چھپ گیا ہستی موہوم کا تارا مجھ میں
آپ ہی یار انا الحق ہے پکارا مجھ میں

ہو میں کیوں دیوانی یہ بلبلیں کہ وہ کرتیں بیان سی سفر نہیں
کبھی برق سان تب و تاب ہے دلِ وحشی ایسا خراب ہے
گیا پہلو سے ایسا شتاب ہے کوئی جاتا ایسا شرر نہیں
ترا کوچہ رشکِ چمن ہوا مرے خون سے لالہ جو بن گیا
ہوا رشکِ خُلد یہ اے دلا مجھے رنج و غم کی خبر نہیں
مرے اشک کثرتِ گریہ سے کہ جو آب تھے سو وہ خون ہوئے
یہ عجیب رنگ بدل گئے کہ عقیق ایسا گہر نہیں
جہان مرنے کو سبھی مرتے ہیں سفرِ عدم سبھی کرتے ہیں
جو خودی سے اپنی گذرتے ہیں کوئی ضامن ایسا سفر نہیں

میں نہیں جلوہ نُما آپ ہی پیارا مجھ میں
ذوقِ دیدارِ یار کا یارہ نہیں یارا مجھ میں
یار کو ڈھونڈھا تو پھر آپ میں پایا میں نے
کوزہ گر کیسے بنا خاک کا تو جامِ الست
نام ہی غیر کے غیرت ہی تو آیا پیارے
راز مخفی کیا انسان میں ظاہر اُسنے

نقش فی انفسکم جیسے سنوارا مجھ میں
عشق نے شور مچایا ہے وہ دبارا مجھ میں
نحن اقرب کا وہ کرتا ہے اشارا مجھ میں
شوق نے گوندھ لیا عشق کا گارا مجھ میں
ہجر کا تیر سے نہیں اب تو سہارا مجھ میں
چارہ گر آپ ہی ڈھونڈھی ہے وہ چارا مجھ میں

دیوان ضامن

ہی وہ تپچہ دہ جسکے گلشن کا سرسی پاؤن تک
اپنی آنکھونپر رکھون اور سر پہ یون اپنی اُٹھا
جل کہا نسنے ایڑ کر بولا کہ کیا مُنھ ہے ترا

چشم نرگس یار نرگس ناز سر کی ایڑیان
غنچہ گل سی ہین نازک سیمبر کی ایڑیان
چُوم لی تو ہیسلے ب شب قمر کی ایڑیان

قرۃ العینین حاصل جب ہوا ای ضامن علی
اپنی آنکھونپر رکھون خیر البشر کی ایڑیان

گذری ہین سئو برس مجھی بن یار رات دن
ممکن نہین کہ جور سے تیری کوئی بچے
عالم شباب کا مرا سارا گذر گیا
مجنون کو خلق نے تو اب ایسا بھلا دیا
رُخ مطلع السحر ہی شب تار زلف ہے
دیکھا جو دلربا نے مجھے آپ مبتلا
ہر دو جہان سے رشتۂ الفت کو توڑ کر
دار الشفاء یار مین جا کر کوئی کہے

تڑپے ہی کوئی ہی یہ دل زار رات دن
قاتل علم ہو آپ کی تلوار رات دن
امید وصل مین تری عیار رات دن
میری ہی ہر گلی مین ہی تکرار رات دن
گویا ہم ہین یار یہ دو مار رات دن
تسکین دل کی کرتا ہی شگسار رات دن
زلفون کا ہو گیا ہون گرفتار رات دن
آہ و فغان مین ہی ترا بیمار رات دن

گو عام و خاص طالب جور و قصور ہین
ضامن حضور کا ہی طلبگار رات دن

فراقِ یار مین ضامن عجب حالت ہے اس دل کی
برنگِ لالہ پُرخون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

دل و جان دین و ایمان ہون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

کرون منت پڑون پیرون یار ... کبھی گر

مین کس کی راہ دل کھوون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

ہمیشہ بحرِ وحدت مین رہا غواص معنے کا
نہ ہاتھ آیا دُرِ مکنون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

مئے وحدت کا پیاسا ہون کہان ہے ساقیِ مشفق
پلاوے بادۂ گلگون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

عجب رنگت ہے رنگا رنگ عجب جلوہ ہے گوناگون
کہان ہر تو خدا بیچون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

وصالِ یار کی خاطر کیا کیا کیا نہ کچھ ہم نے
ہزارون پڑھ لیے افسون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

وہ سروِ گلشنِ خوبی پسِ پردہ کہان ہوگا
کدھر دیکھون قدِ موزون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

مرا خط نامہ بر لیجا وہی کہنا جو کچھ دیکھا
یہی خط مین لکھا مضمون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

اگر عاشق ہے تو صادق اُسی دُھن مین لگا رہنا
ہوا جس گل پہ تو مفتون کہان جاؤن کدھر ڈھونڈھون

نہین کوئی رفیق اپنا نہ کوئی چارہ گر اس جا

طوطیِ نغمہ سرا شیرین دہن گلشن مین
بلبلِ باغِ ارم ... وطن گلشن مین
رشکِ یاقوت ہین حسرت دہ گوہر دندان
آبِ حیوان ہے سخن تیرا دہن گلشن مین

دیوانِ ضامن

[illegible]

ہمنے بحرِ عشق مین ہرچند مارے ہاتھ پاؤن

کب ہوئے موج سلاسل سے کنارے ہاتھ پاؤن

قید مین مجنون نے تیرے خوب مارے ہاتھ پاؤن

چھٹ نہین سکتے سلاسل سے بچارے ہاتھ پاؤن

کھینچ کب سکتا ہے مانی تیرے دست و پا کی شکل

صانعِ قدرت نے تیرے یہ سنوارے ہاتھ پاؤن

ذبح کرکے مجکو قاتل نے کہا خوش ہوکے یون

اب تو ٹھنڈے ہوگئے بسمل کے سارے ہاتھ پاؤن

میرے دست و پا کی بندش دیکھ مجنون رو دیا

قید مین کب تھے بندھے ایسے ہمارے ہاتھ پاؤن

تیز دستی کرچکا قاتل کہا مین تھک گیا

یہ تڑپتا ہے پڑا اسکے نہ ہارے ہاتھ پاؤن

پنجۂ خورشید سے رفتار جون کبک دری

تیرے دست و پا پہ ہراک کیون نہ مارے ہاتھ پاؤن

ہے دلیلِ خونِ عاشق صندلِ رنگِ حنا

تمام عمر چلا طے ہوئی نہ راہ فراق
اگر ہی شوق شہادت تو سر بکف جانا
جو ملک عشق میں پہونچا تو آہ و نالہ سنا

مقام یار کا ابتک بعید ہی ضامن
صنم کی کوچہ میں قطع و بُرید ہی ضامن
ہر ایک جا ہی گفت و شنید ہی ضامن

خدا کے واسطے مجکو نہ بھولنا صابر
غلام آپ کا بے زر خرید ہے ضامن

تری عاشق کو صبر ایجان اگر ہووے تو میں جانون
تری مجنون اگی ہیں جنگل میں چھانی خاک
تو اپنی کھولدے کاکل رُخ تابان او پیاری
جلادی آتش الفت لگا دی آگ تو ایسی
تری تیغ تغافل سی یہ و بسمل ہی او قاتل
کلیجا کھا لیا غم نی تری عاشق کا ایجانی

نشان بی ق یان ترا گذر ہووے تو میں جانون
بسا بستی ہی عاشق کا جو گھر ہووے تو میں جانون
گھٹا کالی سی ہہ تا بان بدر ہووے تو میں جانون
برنگ شمع سرتا پا شرر ہووے تو میں جانون
ادھر ہووے تو میں جانون ادھر ہووے تو میں جانون
ذرا تو دیکھ لی آکر جگر ہووے تو میں جانون

ترے احوال خستہ پر اگرچہ روتے ہیں دشمن
پر اُسکے دل پہ ای ضامن اثر ہووے تو میں جانون

ناوک انداز ہیں ای یار تمھاری آنکھیں
فتنہ گر آنکھ بلا خیز غزالان ختن

تیر و تلوار لگاتی ہیں تمھاری آنکھیں
لیکے چھین کی جان جب یہ سنواری آنکھیں

ردیف واو

دیوان ضامن

حیات بخشند ہلاک ساز دُسلایا پھر بھی جگا کے ہمکو
تو باغبان اس جہان گلشن عجب یہ رنگت سے گل بنائے
مزا جو شبنم نمود گریان مثال گل کے ہنسا کے ہمکو
رہے ستمگر عجیب گل رو پری کے مانند شعلہ رو
گیا وہ محفل مین چھوڑ تنہا مثال شمع جلا کے ہمکو
کجا صراحی کدام میکش ہوئی ہے وحشت یہ محتسب کو
ہم آپ بیٹھے ہین غم کے مارے نہ چھیڑو بندہ خدا کی ہمکو

غریب مسکین فقیر ضامن لگا ہون دامن تمھارے صابر
کہ رشک جنت حریم کوئے اُٹھا نہ یان سے بٹھا کے ہمکو

کسطرح ڈھونڈھیے اُسے جسکا پتا نہو
جب تک خیال غیر سے سینہ صفا نہو
شمع کیطرح جل کے ہزار راز دا نہو
ہمسے خفا تو او بت نام خدا نہو
سرسبز ہو کہان ثمر و شاخ برگ گل
جل جلکے خاک بھی ہوا ور نہ کچھ بجھا

مسکن ہر ایک جا کا جبتک سُنا نہو
اس بیکدی مین نور جمال خدا نہو
خاموش جل بجھی کہ دھوان اک ذرا نہو
بے جرم قتل یار کسیکا روا نہو
دانے کیطرح خاک مین جب تک ملا نہو
جیسا کہ مین جلا کوئی ایسا جلا نہو

ضامن جہان ہو

انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو
انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو

ایک پردہ تو ہے

دل میں اپنے محبت کی ہے

وبارک وسلم وصل علیہ

عصیان ہی ہو جاوے پاک

سعادت آئی یہ ہم کو ملے

وبارک وسلم وصل علیہ

خبر لو مری جلد تم یا نبی

میری مولیٰ علی

وبارک وسلم وصل علیہ

وہ نور جمال مقدس دکھا کہ مشتاق

جس نور کا تھا خدا

دیوان ضامن

انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو		میں ہوں عاشق کہ یک صفت تو ہے جانی اے مہرو
	ضامن علی تو ہو کے فنا ذکر کیا کر اللہ ہو انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو	
	ردیف ہائے ہوز	

مری جان و دل نے یہی لی ہو کے وبارک وسلم وصل علیہ

خدا خود محبت سے فرمائے ہے وبارک وسلم وصل علیہ

محمدؐ کو معراج میں با خدا دوئی کا نشان بے نشان ہوگیا

کمالات ربی ہوئے دم میں طے وبارک وسلم وصل علیہ

خدا و محمدؐ یہ ہیں ایک دو ہوئی اُن پہ وحدت ختم منکرو

خدا خود لکھے ہم محمدؐ لکھے وبارک وسلم وصل علیہ

وہ احمد بلا میم ہے وہ احد وہ عربی بلا عین ہیں عین رب

جو کل شئے ہے لاشئے وہی کل ہے شئے وبارک وسلم وصل علیہ

اگر وصف احمد دو عالم لکھیں شکستہ قلم سان وہ عاجز رہیں

وہ حسرت سے نالاں ہوں جوں بانگ نے وبارک وسلم وصل علیہ

عشق میں تیرے مرگیا ضامن
تجھکو ڈھونڈھوں کہاں مرے اللہ

مظہر اسرار یہ دل ہے منور آئینہ	آئینۂ اسکندری سی ہی یہ بہتر آئینہ
جب ہوا منھ کے مقابل تیرے دلبر آئینہ	ہوگیا حیرت زدہ سا دیکھ ششدر آئینہ
زنگ عصیاں سی جو ہو دل کا مکدر آئینہ	سنگدل پتھر بین اسیر ہی پتھر آئینہ
منھ کا آئینہ بھی تیری دید کا مشتاق ہی	اسلیے پھرتا ہی گردوں اسکی گھر گھر آئینہ
آئینہ بندی نہ کیونکر میں کروں اے نازنین	ہی تری تصویر میرے دل کے اندر آئینہ
روی عکس یار سی جب آئینہ سیراب ہو	کیوں نہ دل ہو جائے میرا آب کوثر آئینہ
آئینہ کیا چاہیے روی مصفا کو ترے	جب دکھائے تجھکو دلبر چرخ اخضر آئینہ
تجھکو دکھلا کر ترا حسن ازل ای نازنین	ہوگیا دشمن مرا اور تیرا رہبر آئینہ

جب خودی خود گم گئی ضامن خدا ظاہر ہوا
ہوگیا روے بنا دیوار ہر در آئینہ

غیر حق تو نہو مشغول دلا اور کے ساتھ	کفر ہی اسکو سمجھ دل سی ذرا غور کی ساتھ
آب اور برف حقیقت میں ہیں یہ دونوں ایک	غیر ہر شی کو سمجھتا ہی اسی طور کے ساتھ
موج دریا و تقاطر و حباب و ماہی	بر شیخ بحر ہیں از صفت دور کے ساتھ

دیوان ضامن

تمہارے نام کا عالم میں ہوتی چار عین ہے [illegible]

تمہاری ذات اقدس کا سہارا یا رسول اللہ

انہو ہیں ہم گنہگار وہ دشمن تمہارے نور انور کا

ہمارے واسطے جھگڑا کیا رسول اللہ

قادر حق نے [illegible] آغاز البسم اللہ

تمہاری وصف میں قرآن اتارا یا رسول اللہ

ہیں پہونچا ہون منزل تک [illegible] کونین کا

تمہین یاد ہو وہ ہم نشین کہا یا رسول اللہ

چودہ طبق روشن سرا پا نور مجسم

خدا نے ناظر سے اپنا سنوارا یا رسول اللہ

تمہاری انجمن میں ضامن اجرت زدہ مجنون

[illegible] یا رسول اللہ

جون صفر سے اعداد ہوون فی الفور زیادہ		دو چند ہوا حسن رخ یار کا تل سے
	گھبرا کے جو صحرا کو نکل جاتے ہو ضامن	
	ہو جاتی ہی وحشت بھی اسی طور زیادہ	
تو مانی مرگیا حسرت سے سر یار کے ہاتھ		دکھائی یار نے مہندی سے جب نگار کے ہاتھ
کو کو ہی ترا گشتہ اٹھے لیپار کے ہاتھ		پڑھے جو فاتحہ تو قبر پر مسیحا دم
بنائی قیس جو آ جا کے وہ کمہار کے ہاتھ		ہی بعد مرگ مری خاک میں جنون کا اثر
لبان زخم سے چومونگا اپنے یار کے ہاتھ		ہماری بیاس بجھی آب تیغ سے اسکی
لگا کے کرلے تیمم مری غبار کے ہاتھ		مریض عشق سے کہدو پڑھے نماز فنا
غریق بحر محبت ہیں بیقرار کے ہاتھ		وہ آئین غسل کے خاطر تو خوب نہلاؤن
اغرض پہونچی قدم تک تو خاکسار کے ہاتھ		پہونچگیا ہون گلی میں صنم کی ہو کر غبار
	عزیز کیا کرے ضامن بہار دنیا کو	
	نہ ہون گلے میں جو اس یار غمگسار کے ہاتھ	
خدا نے شوق سے تمکو پکارا یا رسول اللہ		نہ کیونکر نام لون ہر دم تمہارا یا رسول اللہ
نہیں ہوگا وہان تم بن سہارا یا رسول اللہ		خدا کے خوف سے اسدن نبی بتیاب ہونگے
ہماری بھی طرف کرنا اشارا یا رسول اللہ		خدا پوچھیگا جب اسدن تم اپنے امتی لاؤ

ردیف یای تحتانیہ

دیوان ضامن

دکھا دو مجکو جمال اپنا نہین چہپانا کیا ہے

ہون چھپانا کیا ہے [illegible]

[illegible] کیا ہے

ہلال کیا ہے

کمان ابرو ہی شمشیر خونی قضا ہے

[illegible] کیا ہے

[illegible] تمہاری

[illegible] کیا ہے

[illegible] سے

جو بادشاہون کا وصل چاہے فقیر مسکین مجال کیا ہے

تمھاری غمزے نے سب کو مارا پڑی تڑپتے ہین لاکھون ہر سو

کبھی نہ کشتوں کو تمنے آکے دیکھا نہ پوچھا بسمل کا حال کیا ہے

اٹھا نہ در سے تو اپنے ہمکو مین تیرا عاشق ہون جان سی گذرا

نہ چھوڑ جاؤنگا تیرے در کو تمھاری دل مین خیال کیا ہے

تمھارا رخسار حق نما ہی یہ آئینہ ہے جمال حق کا

کہ جسنے دیکھا ہے تمکو صاحب خدا کا ملنا محال کیا ہے

یہ میٹھی باتین ادا کی چتون رسیلی آنکھون نے ہمکو مارا

جو تیغ بران سے ہمکو مارو تو آپ کا کچھ کمال کیا ہے

اسی توقع مین عمر گذری کہ یار ہم سے تو آ ملے گا

نہ ہمنے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہمنے دیکھا وصال کیا ہے

تمھارے بسمل کا رقص دیکھا فلک پہ زہرہ کا حال بگڑا

تو ہاتھ مل مل کے بولے صوفی یہ وجد کیا ہی یہ حال کیا ہے

چلا مکان سے نکل کے اپنے وہ کبک رفتار نازنینی

کسی کی طاقت زبان پہ لائے یہ کیا کیا ہی مجال کیا ہے

تریاق زہر مار ہے اسکا اتار دے
رخ سے ہی زلف مار وہ کاٹو نہ پھر مار دے
دل چھین کر دیکھو تو ان [illegible]
اتنا الٰہی تو نور سے دل کو قرار دے
تم نے چھوڑی خنجر ابرو ہی یار جون
شمشیر ابرو سے کی بنا کر اتار دے
ترسا کے ہجر میں [illegible] تڑپا نہ مار نا
تلوار کھینچی [illegible] اک بار مار دے
مے گلگوں سی شراب محبت کی دو بھری
پیالا بنا کے خاک کا میری [illegible] دے
ٹپکا دے ہونٹوں میں آب بقا سے مسیح دم
بوسہ لبوں کا اور بھی لطف [illegible] دے
الجھا ہو دل پر اور پریشان زلف میں
مشاطہ زلف یار کو کاہے سنوار دے

دیوان ضامن

رنگ لائیگا یہ اکدن آپ کا رنگ حنا	لپکنا ہونٹوں کا ستمگر خون بہانا چھوڑ دے

زہد و تقوی جبّہ و مسواک و تسبیح یان پہ لے
ضامن اپنا طرز اب تو عاشقانہ چھوڑ دے

آگئے اس دنیا میں یار و داغ حسرت لیچلے	داغ دلپر لیچلے کیا یار صحبت لیچلے
رنج و غم سوز جگر بیتابی دل لیچلے	ہم بغل میں اپنی اک شور قیامت لیچلے
سر کٹے جاتے ہیں کوی یار میں ہم تو مگر	سر کو اپنے دوش پہ جسمیں ہو طاقت لیچلے
عشق عاشق ہو گیا ہے حضرت انسان پر	چھینکر ملکوت سے بار امانت لیچلے
کوی جاناں میں جب آئے ہو گئی بیمار عشق	جا کے ہم دار الشفا میں رنج و زحمت لیچلے
رشک گلزار ارم تھا آپکی جلوے سے گھر	کلبۂ احزان سے میرے تم یہ برکت لے چلے
تم رقیبوں کو جو قاتل ساتھ اپنے لیچلے	تمکو وحشت لیچلی ہم ساتھ وحشت لیچلے
اس صنم کو ساتھ اپنے اہل ہمت لیچلے	وائے قسمت ہم تو اپنے دل میں حسرت لیچلے
ہم محبت کر چلے جان پر تو آفت لیچلے	دے چلے دل تمکو ہر دم کی مصیبت لیچلے
دم نہ مارا ہمنے قاتل تیغ دو دم کے تلے	جان کو تسلیم کر ایمان سلامت لیچلے

کوچۂ جاناں میں ضامن جو گیا مارا گیا
شکر ہے تم جان کو حضرت سلامت لیچلے

[illegible]

ضامن قماربازی سودا سے عشق مین
بازی لگی ہی یار سے سر اپنا ہار دے

صابر علی سا عاشق جانبا کوئی نہین رہے
ساری مٹی ڈھونڈا یار نیا یا کبھی کیا ای یار خدایا
حال اپنا مین کیسے سناؤن زخمی جگر ہی کسے دکھاؤن
چھوڑ دیا ہی سب نے ہمکو ساتھ لیا ہی رنج والم کو
آگ لگی ہی جل ہی گیا مین خاک کہین بالکل مل ہی گیا مین
عشق خدا ہی بار امانت ہمین نہ کیجیو کوئی خیانت

تیرے بغیر اپنا ٹھکانا کوئی نہین رہے
جیسا کہ مین ہون ایسا دوانا کوئی نہین رہے
راز نہان کا واقف دانا کوئی نہین رہے
دنیا مین دین بچا اپنا بیگانا کوئی نہین رہے
جیسا جلا مین تکو جلانا کوئی نہین رہے
ایسی گران کو سر پہ اٹھانا کوئی نہین رہے

ضامن علی تو خوب سمجھ لے کرنا ہی جو کچھ ابھی سے کر لے
ایسے جہان مین پھر کے تو آنا کوئی نہین رہے

عجب ہین قدرت کے کارخانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
دکھائی ہر دم وہ اپنی شانین خدا کی باتین خدا ہی جانے
مین سن چکا ہون بہت فسانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
یہ واعظ آیا ہی کیا سنانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
کھلا نہ پردے کا بھید یارو خدا ہی جانے کہ کل کو کیا ہو

دیوان ضامن

کسی کو آئے وہ سم کھلانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
نہ فکر کر تو خوشی و غم کا خدا ہی مالک ہے بیش و کم کا
ہمارا کہنا یہ کون مانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
کہا جو موسیٰ نے رَبِّ اَرِنِی کہا خدا نے ہو لَن تَرَانِی
وہین وہ جلوہ لگا دکھانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
کہا نبی کو کرو ہدایت کیا یہ شیطان کو کر کے لعنت
ادھر نہ دینا کسیکو آنے خدا کی باتین خدا ہی جانے
کسی پہ زحمت کسی پہ ذلت کسی پہ عفت کسی پہ رحمت
خدا کی حکمت خدا ہی جانے خدا کی باتین خدا ہی جانے
سمجھ لے دل مین یہ خوب ضامن سوا خدا کے نہین ہے ممکن
کہ ایک تنکا لگے ہلانے خدا کی باتین خدا ہی جانے

اڑے گی حشر تلک میری یار بن مٹی
نہ چین لیگی شہیدونکی فتنہ زن مٹی

ہماری لاشۂ مظلوم کے لیے یارو
کہ خاک کوچۂ جانان کی ہے کفن مٹی

ہوا ہون تیری محبت مین قیمتِ دفن ذرہ
ہماری لحد پہ آ ڈال جانِ من مٹی

نہین ملیگا پتا خاکسار عاشق کا
ہوا ہی کوچۂ جانان مین جا بدن مٹی

شاہ نجف شیر خدا آ مجھ مدد جلدی سی آ
ہی حکم ان کا جو کہ نون تو شمع مین پروانہ ہون
تو لون تیرا اے دست مستانا مین یارب کہہ رہا
ہی تو کہاں او ر مین کہاں سب جا ہی ذات حق عیان
ای نور ذات یعنی تو روشن ہی تجھسے جہان مین
نام علی نام خدا ہر شان مین جلوہ دکھا

سلطان شاہ و لافتی ضامن علی ضامن علی
الفت مین تیری دل جلا ضامن علی ضامن علی
اب نور روشن کو دکھا ضامن علی ضامن علی
پردہ خودی کا اٹھ گیا ضامن علی ضامن علی
تجھسے ہی عالم پر ضیا ضامن علی ضامن علی
ہی گاہ بندہ گہ خدا ضامن علی ضامن علی

ظاہر ہوا نور ازل ہر شکل و شان جزو کل
مین کیا کہون اس سے سوا ضامن علی ضامن علی

الٰہی دولہا یہ پیاری دولہن بعیش و عشرت مبارک ہووے
سہانا جوڑا گہر کا سہرا بناز و نعمت مبارک ہووے
کلاہ و دستار اور مقنع گل بہاری کا تازہ سہرا
قبائے چنپا حنائے رنگین خدا کی رحمت مبارک ہووے
قمر کے مانند آج دولہا تو بزم انجم مین جلوہ گر ہے
فلک یہ ہی اس زمین کو رفعت یہ رشک جنت مبارک ہووے
نکاح سنت ہے انبیا کی قرآن ناطق ہے فانکحوا کا

دیوان ضامن

یار ہمرا انھین گویہ پیزا داین سب
یار بن آگ لگی ہمنے گنذاری ہوری

تھمقے دلگی ہوگئے انکھین ہوئین پچکاری
خون دل سی تری عاشق نی سنواری ہوری

تم ہوئے موسم گلزار مین ضامن سے خفا
ہو مبارک تمھین اے یار تمھاری ہوری

جفا کرے نہ کسی پر نہ ظلم فرمائے
بلا کشون سی نہ کچھ بات رنج کی لائے

کسی کا دل دکھائے نہ چھیڑ کے زخم جگر
کسیکی آہ خدا جانے کسکو لیجائے

اگرچہ حور ہو یا ہو پری مناسب ہی
وہ اپنی عاشق شیدا سی آکے ملجائے

جلا جلا کے مجھے خاکسار جسنے کیا
اکہی آتش الفت مین وہ بھی جلجائے

پھرون ہون کوہ و بیابان جو گھبراتا
نکلکے گھر سی وہ جنگل مین جاکے گھبرائے

مین جان و دل نہین کہتا حیا ہی دامنگیر
اکہی اپنی عزیزون سی وہ بھی شرمائے

دعا یہ ضامن مسکین ہو یا الہی قبول
کیے پہ اپنی وہ ظالم بھی خوب پچھتائے

وہ گل جو حسن پہ اپنی غرور کرتا ہے
خزان بھی آئے تو کمھلائے اور مرجھائے

نہ عشق تم کرو اہل مجاز ظاہر کا
کہان تلک تمھین ضامن غریب سمجھائے

کون دو مکان مین جلوہ نما کسکا نور ہی
اس نور احمدی کا یہ سارا ظہور ہے

خدا کے واسطے اب تو دکھا رخِ زیبا / لبوں پہ آ گئی مری جانِ مبتلا ٹھہری

جو قتل کرکے مری لاش کو کیا پامال / ہمارا خون تری پاؤن کی حنا ٹھہری

ملو تھی پیار محبت سے جسطرح پہلے / ہوئی ہو ہمسے خفا اب کہو یہ کیا ٹھہری

ہزارون غم کی مسافر آ گیا ہے مقام / حریم کعبۂ دل بھی کوئی سرا ٹھہری

گیا نہ جیتا ہوا کوے یار سے کوئی / گلی صنم کی عزیزو یہ کربلا ٹھہری

تمام شب ہی تری بن شمار تارون کی / یہ کالی رات مری جان پر بلا ٹھہری

ہزارون قتل کیے ایک نظر سے او قاتل / تمھاری چشمِ سیہ یار فتنہ زا ٹھہری

مین اسکی تیغِ جفا سی شہید کیون ہوتا / کرونمین کیا کہ یہی یار کی رضا ٹھہری

اٹھا کے پردہ رخ دیکھ یار رضا من کو
ہماری جان چلی آپ کی حیا ٹھہری

اپنی خودی کا جو کوئی نشو و نما رکھے / حق اسمین ہی ہر جُز اجود حق کو جدا رکھے

چمکا ہی نور شمس حقیقت کا جا بجا / ذرہ ہر ایک دعوی انی انا رکھے

مارا ہی جوش انی انا الحق نی کہ گذر / رازِ نہان کو دلمین کہانتک چھپا رکھے

عکسِ جمالِ یار ہویدا ہے برملا / ہر آئینہ ظہور مین جلوہ نیا رکھے

ہوتا ہی جسکو راز انا الحق کا ذوق و شوق / دار فنا مین دار وہ پہلے بنا رکھے

[illegible]

جاتا ہوا وہ مار گیا راہزن مجھے	کیجو اسی گلی میں عزیزو دفن مجھے
یا تنگ کیا ہے چاک گریبان جنون نے ہائے	آیا نظر عدم میں نہ تار کفن مجھے
تنکا سا موج بحر میں بہا جائیگا یہ تن	گریہ سے ایکدم نہیں ہوتا امن مجھے
فرقت سے داغ دل میں ہوئے اسقدر مرے	بالکل خزان نظر میں ہے سیر چمن مجھے
زنجیر پا میں اس دل وحشی کی مت کرو	کافی ہے تار زلف کی اسکی رسن مجھے
پروانہ ایکبار اگر جل گیا تو کیا	دنرات بس نئی ہے یہ سوز و جلن مجھے
شیرین ہوں بیچ سامنے اوس رخ لب ترے	کمتر دکھائی دیتا ہے لعل یمن مجھے
نکلے سنور کے یار تو جانبر ہوں کسطرح	ماری ہی ڈالے ہے یہ ترا سادہ پن مجھے

فرقت میں تیری مر گیا ضامن خدا سے ڈر
تو آ کے اپنے ہاتھ سے پہنا کفن مجھے

دلبر رعنا وہی ہے عاشق شیدا وہی	غمزدوں کا دل وہی ہے راحت دلہا وہی
جب تو پنہان تھا وہ پیارا پردۂ لاہوت میں	اب تو ظاہر ہو بہو جلوہ نما ہیگا وہی
رخ وہی کاکل وہی ابرو وہی چشم سیاہ	آئینے میں گلرخون کا چہرۂ زیبا وہی
قمری و بلبل وہی ہے لالہ و سرو چمن	گل وہی سنبل وہی ہے نرگس شہلا وہی
عرش سے لو فرش تک ہیگا یہ سب اسکا ظہور	عالم سفلی وہی ہے عالم بالا وہی

کہیں بن کے مجنون وہ بن کو سدھارا
کہیں چاک داماں میں کرتا رفو ہے
کہیں متقی ہو کے مسجد میں بیٹھا
کہیں خون عاشق سے کرتا وضو ہے

دیوان ضامن

[illegible]

اوّل و آخر تو ہے خدا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

قاضی بنکے فتوی لگایا مُلّا ہوکے وعظ سُنایا

دیر مین جانا قوس بجایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

وحدت کثرت ایک ہین تیری ذات سی سب سنگ ہین

کیا کیا جلوہ تو نے دکھایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

موتی مچھلی برف اور آب موجین دریا عین حباب

اپنے اندر آپ سمایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

عالم فاضل صوفی تو رند سبو کش عربدہ جو

فوق و تحت سب تو نے بنایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

باطن مین تو احد کہایا ظاہر مین احمدؐ ہو آیا

تجھ بن کوئی نظر نہ آیا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

وان سے یان کیون آتے ہم ہین نہین تھا وان کچھ غم

ملک عدم سے تو ہمین لایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

نحن اقرب آپ کہے تو ملا رہے کچھ پتا نہ دے

جال مکر کا تو نے بچھایا جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

کہین بندہ کہین مولیٰ کہین
کہین کچھ ہے

کہین عاشق ہوا اپنا کہین معشوق
کہلایا

کہین مجنون کہین لیلیٰ کہین
کہین کچھ ہے

کہین پروانہ سوزان کہین وہ
شمع سان گریان

وہ ہرجائی ہر دم ایک جا کہین
کچھ ہی کہین کچھ ہے

وہ محبوب خدا پیارا احمدؐ
عالم

کہین موسیٰ کہین عیسیٰ کہین
کچھ ہے

کہین کچھ ہے

مثال نرگسِ حیران گریبان چاک مثلِ گُل
وہی ہے بلبلِ شیدا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
ہوالاوّل ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن
وہی دانا وہی بینا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
چھپی وحدت ہر کثرت مین ملی کثرت ہے وحدت مین
دکھا منھ پھر کیا پردا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
وہی واحد احد مطلق منزّہ ہے خدا برحق
وہ ہر جائی ہے خود ہر جا کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے
کہین یوسف بنا پیارا زلیخا حجلۂ زیبا
جدائی سے مجھے مارا کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے
کبھی زاہد کبھی عابد کبھی وہ بادہ پیما ہے
اُسے ہر رنگ مین دیکھا کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے
کہین گل ہے کہین بلبل کہین سرو اور کہین قمری
ظہور اسکا یہ ہے کیا کیا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
وہ آپ ہی سنبل و لالہ وہ آپ ہی سرو قد بالا
وہ آپ ہی نرگس شہلا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
کبھی نظم کبھی مضامین کبھی
مشکلات جسد
چھپا ہر دو ن مین ہر کیا کیا کہین
کچھ ہی کہین کچھ ہے

ہمارے خون کی ندی بہائی
ترا کوچہ ہے منزل کربلا کی

دیوان رضا

ہوا کھا چل ہوا ہو اے صبا تو
خلیفہ ہو گیا سے کرامت

نہ لائی بوی زلف مشک سا کی
یہ بازی لے گیا انسان خاکی

مریض عشق مر جائے تو چھٹ جائے
یہی تدبیر ضامن ہے شفا کی

وصل سے سیلی مری جان وہ جانی مانگے
جاودانی کی عوض عالم فانی مانگے

مرہم زہر مرا زخم نہانی مانگے
کشتۂ تیغ محبت کا نہ پانی مانگے

شمع کافوری سحر ہو گئی ٹھنڈی افسوس
عشق پیری میں مرا جوش جوانی مانگے

میں وہ دیوانہ و حیران ہوں نحیف و بیجان
میری تصویر کی مجنوں بھی نشانی مانگے

دیکھے خط نامہ سا کہنا یہ احوال سبھی
شکوۂ جور و جفا گر وہ زبانی مانگے

دفتر عشق کا ہے طول میں کیونکر لکھوں
ایک عالم مری قصے کی کہانی مانگے

چاہ میں اسکی زلیخا کی صفت ضامن دے
دل و جان تجھسے جو وہ یوسف ثانی مانگے

فرقت نے تری جان مری یار نکالی
کیوں تیغ ستم تو نے ستمگار نکالی

تدبیر کوئی اور اگر یار نکالی
کیوں قتل کی خاطر مری تلوار نکالی

گر آہ کوئی ہمنے قضا کار نکالی
جان سخت رقیبوں کی وہیں یار نکالی

دم بھر نہیں [illegible] لیتا ہے پہلو میں یہ وحشی
بجلی کی صفت دل نے یہ رفتار نکالی
[illegible] نے مجھے دیکھا تو تیغ کو پھینکا
گردن پہ [illegible] نے بھی زنار نکالی
میں دیکھ نہیں سکتا [illegible] کا ہے جو دیکھا
آنکھ اس نے مری طرف تو خونخوار نکالی
[illegible] ضامن [illegible] دیدار
اس شوخ نے [illegible] بار نکالی

دور ساقی [illegible] کیا ساغر چلے
ساقیا یہ دور [illegible] چلے
کون کہتا ہے کہ عاشق [illegible] چلے
[illegible] دنیا میں ہم کیا کر چلے
بار عصیاں ہم پہ ناحق [illegible] چلے

۷۰

عاشق جانباز از کو دم سے گئے
وصل کی اُس سے تمنا کر گئے
ہو گئے کشتون سے ہمین ہم کو آرام جان
دولت زر جمع کر ہم کیا کر گئے
سر بسر قارون سے کم عمر گئے
لا مکان تک ہے بشر کی بازو ملکوت و ہم جل کر گئے
مرد سے جو ہم سے گئے زندہ ہو سے گئے
اس جہان مین نام اپنا کر گئے
جی سے گئے جو ہم سے گئے وہ بھی سے گئے
ہم سے غم خوارون سے وہ بھی سے گئے
اُن سے گئے جور و ظلم سے وہ ہم سے گئے
جی سے گئے جیتے ہی جی جو ہم سے گئے
نہ مارا ہمین

دیوان ضامن

ہجر مین اُس بُت کی ہم کیا کر چلے	ناگہانی موت آئی مر چلے
خفتگانِ خاک کی مرقد پہ تم	اے صنم کیا حشر برپا کر چلے
دم شمار اے عاشقِ صابر کبھی	جب ستم کا حلق پر خنجر چلے
ساقیا سرشارِ میخوارون کو جام	کتنے توڑے اور کتنے بھر چلے
میکدے مین قاضی و ملّا گرو	محتسب دستار اپنی دھر چلے
کوچۂ قاتل مین کفنی پہن ہم	سر کو لے اپنے ہتھیلی پر چلے
بر سرِ بازار مجنون پر ترے	کو د کون کے ہاتھ سے پتھر چلے
واہ وا اے نشۂ بادۂ ہوس	ساغرِ عصیان کو ہم تو بھر چلے
دشمنِ آدم ہے گندم دیکھ لو	آسیا آسا سدا گھر گھر چلے

زندگی بن یار ضامن ہو چکی
ہم تو تنہا چھوڑ دلبر چلے

مبدل القافیہ

حسرتا دنیا مین ہم کیا کر گئے	بارِ عصیان سر پہ اپنے دھر گئے
الفتِ جانان سے کیون ہم ڈر گئے	ناحق اعدا کی وفا مین مر گئے

ایسے سے ضامن ہم اپنے نالہ سے اب
نالہ و نالان فلک و ہوا آسمان ہے
کیا جہان کا وہ جہان ہے آسمان ہے
زمین اور یہ جب آسمان ہے
زمین اور اکاش یہ ہم آسمان ہے
زمین اور یہ اب لا مکان ہے
مکان اپنا یہ جب آسمان ہے
زمین اور یہ جو آسمان ہے
شب معراج مین ہم یہ آسمان ہے
شب [illegible] یہ آسمان ہے
زمین اور ہم آسمان ہے
دیکھ لے ہم سے آسمان ہے
زمین یہ ہم آسمان ہے
ضامن

وہان خاکی نہ کوئی پہونچا ہے عشق | زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

ہوا ضامن پہ ثابت عکس مضمون
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

تلخیِ جان کو میری وہ آسان کر گئے | خنجر سے ذبح کرکے وہ احسان کر گئے
پہلو سے لیکے دل مرے پہلو سے اُٹھ گئے | مر کیا ناگہان مرے سامان کر گئے
حسرت یہی ہی کہ نہ پوچھا کسیکا حال | عاشق ہزار جان وہ قربان کر گئے
شانہ کیا نہ زلف پریشان میں یار نے | دلکو ہماری ہای پریشان کر گئے
کیا کیا کھلائے گُل تری تیغ جفائے یار | سینے کو میرے تم تو گلستان کر گئے
دکھلاکے ہمکو جلوۂ رخسار چھپ گئے | آئینہ سان مجھے تو وہ حیران کر گئے
بیمار چشم کو نگہ تیر سے تو ہاے | دنیا میں کوئی دم کا وہ مہمان کر گئے
دکھلاکے برہمن کو رخ مصحفی صنم | کتنے ہی ہندو ونکو مسلمان کر گئے
آہ و فغان و حسرت و غم دے گئے مجھے | کتنے ہی میرے جان کو نگہبان کر گئے
آتے ہی عشق موج غم و درد نے مرے | جانِ جگر کے ملک کو ویران کر گئے

مضمون جانگداز سے ضامن تو عاشقو
مشہور ملک ہند میں دیوان کر گئے

دیوان ضامن

آنکھین ہین راہ تیری رات دن ہم	ہماری شام ہے اور یہ سحر ہے
کلیجا کھا لیا غم نے میچ دل	کدھر ہے دل کہان میرا جگر ہے
وصالِ یار حاصل ہو و لیکن	جدائی کا مجھے خوف و خطر ہے
مین جیتا ہون نہ مرتا ہون عزیزو	بلائے ناگہانی کا اثر ہے
تری کوچے مین آ بیٹھا ہے ضامن	یہی مسکن ہے اپنا اور یہ گھر ہے
گرمیِ بازارِ الفت سے جو تو بیزار ہے	کیون نشاطِ دل بتا تجکو یہ کیا آزار ہے
گوشۂ کوئے وفا مین خاک تھی اپنی پڑی	لیگئی کس جا صبا کیا مٹی اپنی خوار ہے
اس بہارِ حسن کا گجرا جو یاد آیا مجھے	پڑ گیا اپنے گلے مین آنسوؤن کا ہار ہے
اور قیبو عبث تم ہم جلتے تھے سوزِ عشق مین	اب جلا بیٹھینگے تمھین ہم اپنی اپنی بار ہے
دین و دنیا دیکھا ہون اور کیا باقی رہا	جانِ عاشق ہے فقط یان لیجیے طیار ہے
ہو گیا بیخود وہ جسنے ایکدم دیکھا اُسے	دیکھ نور دی صنم کو قہقہہ دیوار ہے
قافلہ تیری شہیدونکا عدم کو ہے رواں	آہ کا نیزہ لیے ہر اک صنم بردار ہے
دیکھیے کس کسکی آئی ہے قضا اے دوستو	ہاتھ مین بیرحم قاتل کے علم تلوار ہے
سرو قد رخسار گل غنچہ دہن سیمین بدن	جلوۂ حسن بتا بیر پر و خوب ہی گلزار ہے
اضطرابِ دل سے مت گھبرا اشتیاق وصل ہے	آ ہی جائیگا وہ ضامن وصل کا اقرار ہے

مرجاینگے ہم کھا کی چھری ہاتھ سے اپنے	وہ چہرۂ زیبا جو دکھایا نہ کرینگے
مشکل ہے علاج دل بیمار طبیبو	عیسیٰ بھی اس مرض کو اچھا نہ کرینگے
ترسای ہی ہر دم ہمین وہ کافر ترسا	جب آپ اسکو نہ چاہینگے تو ترسا نہ کرینگے
دل چھین لیا قتل کیا گھر سے نکالا	کیا کیا نہ کیا اور وہ کیا کیا نہ کرینگے
ہم عاشق جانباز ہین قاتل تہ خنجر	تڑپینگے نہ چلاینگے نالا نہ کرینگے
جون طفل زمین پر جو گرا کرتے ہو آنسو	ہر دم تمھین آ اشک سنبھالا نہ کرینگے
آب دم شمشیر سے کر حلق ہرا تر	ہم آب بقا کی بھی تمنا نہ کرینگے
ہر بحر خجالت مین ہو جاتی ہو تم غرق	ہم آپ کے آگے کبھی دریا نہ کرینگے
قاصد جو گیا پھر کے وہ جیتا نہین آیا	آیندہ وہان خط بھی بھیجا نہ کرینگے

جنا من دل پر درد سے تو آہ نہ کرنا
ان شعلون کو افلاک سنبھالا نہ کرینگے

مقتل مین شہید ہونگی اب جانا ہی بہتر ہی	قدر ہو نہین ستمگر کے مرجانا ہی بہتر ہی
مشہور ہوا مجنون جو دنیا مین تو کیا حاصل	اس عالم شہرت سے گم جانا ہی بہتر ہی
مانند شمع کوئی جاتی ہے پیش دل کے	خاموش سر محفل جلجانا ہی بہتر ہی
زاہد نہ ڈرون سے یہ عشق عبادت ہے	پر جوش محبت کا چھپانا ہی بہتر ہی

عشق کی دو فن کی رضا من کی گوئی لکھی کتاب
قصہ فرہاد و مجنون اُسکا آدھا ورق ہے

پھیکی رنگ ترا زرد دوپٹے والے
سب ترے سامنے ہیں گرد دوپٹے والے
حسن دوبالا ہوا جبکہ ملا رنگ سے رنگ
دیکھ بھالو ہو سب سرد دوپٹے والے
شمع رو کی ہوا رشک سے یرقان کا اثر
زرد دوپٹے والے
دیکھ رخسار کو گل زرد دوپٹے والے
ہیں ہجران میں ترے زرد گل مرشف ہی
دل میں ہیں سب بھی اٹھا درد دوپٹے والے
کے معشوق ہیں گو کہ بسنتی جوڑے
حسن تیرا ہی مگر فرد دوپٹے والے
گل صد برگ نے گلشن میں گریبان پھاڑا
دیکھ تیری نہیں ہے پردہ دوپٹے والے

دیوان رضا من

لی مع اللہ آیۃ لا اور انا الحق سے ملا
عشق کو دریا میں گر کر کون نکلا ہے میان
عشق ہی معشوق مولیٰ عشق کا سے ظہور
کب فرشتوں بھی ہی طاقت امکان سے جا ئیں
بار الفت میں وہ یا تنک کہ اٹھا سکتا نہیں
زکریا کی طرح میں تو صبر کر کے رہ گیا
کھل نہیں سکتا ہی عقدہ ناخن تدبیر سی
مقصد کونین حاصل عشق سی ہوہیں کل
عشق کی شیرینی و لذت بیان کیا کیا کروں

اور صدا الحق ترا فی کہہ پکارا عشق ہے
جسکو کہتے ہیں وہ دریا بیکنارا عشق ہے
عرش سی لی فرش تک بالکل یہ سارا عشق ہے
حضرت انسانکو اتنک لی سدھارا عشق ہے
اے صنم سینے پہ میری سنگ خارا عشق ہے
سر پہ میرے دمبدم چلتا یہ آرا عشق ہے
اسطرح کا زرم و سنگین ہاے یارا عشق ہے
سعد اکبر نیکبختی کا ستارا عشق ہے
دودھ پیڑا مصری و لڈو چھوہارا عشق ہے

حور جنت لیکے تجھ بن یار رضا من کیا کرے
ہم ہیں عاشق آپ کے ہمکو تمھارا عشق ہے

آہ سوزان سی ہماری یہ خجالت برق ہی
میں ہوا ہوں جنکی عاشق وہ ہوا ہے مجھکی
خوبرو دنیا کی تیری سامنے اے دلربا
غرق آب حسن میں ناہی مہر چرخ دلبری

ابر گریہ سی مری پانی میں ابتک غرق ہی
مجھ میں اور مجنون میں اتنا ہی عزیزو فرق ہی
ہیں ستارے تو ہمارے آفتاب شرق ہی
روے تابان صنم کی اب جو آیا عرق ہے

حسن رضا من عجب
صندل رنگ نے ترا زرد دوپٹے والے
آہ سرد اور رخ زرد [illegible] گذری
عمر [illegible] جان مری جان [illegible] گذری
[illegible]
عمر ساری کی صفا [illegible] گذری
[illegible]

[illegible]

[illegible]

منزلِ یار تلک ہائے نہ پہونچا ضامن
آفرین عمر کو اِس راہ مین چلتے گذری

پہلو سے لیگیا وہ مِرے دل نکال کے	دلکو جگر کو دونو نکو شاان نکال کے
کاکل کے دام مین ہے کیا مرغِ دل اسیر	صیّاد تو نے کی ہے یہ سیہ تل نکال کے
ماحق کیا جو قتل مجھے مین دکھا دیا	بابِ انفعال کا وہین فاعل نکال کے
آنکھین تری وہ وزد ولا درہین اہزن	لیجائین جان کو بہ سرِ محفل نکال کے
مانگے ہے جان وصل سے پہلے ہی ہائے یار	حجّتِ وہ پیش کرتا ہے مشکل نکال کے
یہ فیح کیا ہے مجکو تو جب آپ چاہیے	بسمل کی جان تن سے تو قاتل نکال کے
تیغِ جفا سے اُسکی خطا وار بچ گئے	جن جن کی مارتا ہے وہ گھائل نکال کے
قابل یہ یادگار ہے پیکان ڈھونڈھ مت	دیگا نہین جگر سے یہ بسمل نکال کے

عنقا صفت وہ یار ہے مت ڈھونڈھ بیٹھ رہ
ضامن خیال سے یہ باطل نکال کے

عارض سے کب ہے زلفِ معنبر لگی ہوئی	ناگن سی ہے یہ گل کے برابر لگی ہوئی
ہے عشقِ گل مین بلبلِ مضطر لگی ہوئی	سر پر خزان ہے گل کے سراسر لگی ہوئی
سینہ جلا دماغ دل و جان جل گئے	کیونکر نہ تجھے یہ آگ ہے گھر گھر لگی ہوئی

اعدا سے گھر تو یار ہوا اور مجکو صبح تک
تاروں کی ہے شمار تو شب بھر لگی ہوئی
ای مرغِ دل نہ تو کو چۂ جیب دہن مین جا
زلف دو تاکی ہے ساکھا فرقی ہوئی
پوچھا حال دل تو کہہ نہین سکتا ہون ہائے
عہدِ سکوت ہے ہے دہن پہ مہر لگی ہوئی
زاہد مین مست ہون اٹھا حق کا قلقل

[illegible]

ضامن ہے کس ہے اپنا وسیلہ نجات کا
دیکھیں ہمارا چاہ ہے منزل لگی ہوئی

تیغِ نگہ کیا کیا تو نے بتا تو بیدی ۲ / ۱
چین گیا مری نیند گئی
الہی عشق کیا مری عقل گئی ۲ / ۱
چین گیا مری نیند گئی

نہین

نہین صبر و قرار ہی دل کو ذری مرے دیکھے بنا تجھے ایک گھڑی
جو دیکھا ہے ناز و عشوہ گری مرا چین گیا مری نیند گئی

ترے جور و جفا سبھی سہنے سے مرے ہوش و حواس بجا نہ رہے
مجھے گریہ نے ہجر مین چین نہ دی مرا چین گیا مری نیند گئی

کبھی تم نے نہ مجھسے کہا کہ میان مرا نام ہی یہ مرا گھر ہی وہان
مری عمر تلاش مین ساری گئی مرا چین گیا مری نیند گئی

نہ تو زندہ رہا ہون نہ آئی قضا تری ہجر مین کیا نہ اٹھائی بلا
مرا دل لگا تجھسے یہ کیسی گھڑی مرا چین گیا مری نیند گئی

میان ملنا ہی مجھسے تو آکے ملو نہین بہر خدا مجھے قتل کرو
چھٹے رنج و بلا سے یہ جان مری مرا چین گیا مری نیند گئی

ہوا تجھپہ فدا دل و جان ہی صنم مجھے تیری قسم تری جان کی قسم
تری ملنے کی یار ہوس ہی رہی مرا چین گیا مری نیند گئی

یہی جی مین ہی میرے کہ رشک قمر ترے سبز لباس پہ کھاؤن زہر
گل رخ پہ نقاب ہی تیری ہری مرا چین گیا مری نیند گئی

یہی چاہے ہی جی کہ وہ رشک پری کرے سامنے میری جلوہ گری

دیوان ضامن

مین ایسی لیلی کا مجنون ہون سن لے او مجنون | پھرے ہے ڈھونڈھتی مجکو یہ در بدر لیلیٰ

جسے تو ڈھونڈھے ہے صحرا و دشت مین ضامن
وہ میرے پاس ہے مدت سے جلوہ گر لیلیٰ

ہمکو تم جب سے کہ اے صاحب من بھول گئے | ہم بھی تمکو وہ ہین اے عہد شکن بھول گئے
جب سے عاشق ہوئے اس رشک چمن پر ہمتو | لالہ و سنبل و گل سرو و سمن بھول گئے
کیا فدا جی ہو دل و جان کسی بت پہ خدا | دو ہی دن مین مجھے وہ کرکے دفن بھول گئے
اضطراب دل وحشی نے بھلایا یان تک | یاد کچھ بھی نہین ہم سارے ہی فن بھول گئے
رنج فرقت مین مری عمر بسر گو کہ ہوئی | وصل کے روز سبھی رنج و محن بھول گئے
جب سے سونگھا ہے وہ گیسوے معنبر ہمنے | سنبل و نافہ چین مشک ختن بھول گئے
رشک سے خون ہوا لب جو تری دیکھ لیے | جوہری قیمت خوش لعل یمن بھول گئے
ہمکو خاک در جانان کی محبت یہ ہوئی | عیش فردوس تمنای عدن بھول گئے
مثل بلبل کے تری یاد مین ہون نعرہ زنان | یہ مجھے آپ ہی اے غنچہ دہن بھول گئے
ناوک انداز نہ چھوڑا ہے کوئی طائر دل | اپنے تم صید کو کیون تیر فگن بھول گئے
چیر ڈالا تن عریان کو گریبان سمجھا | اے جنون لحد مین ہم چاک کفن بھول گئے
اس بہار سہ دنیا پہ یہ اہل دنیا | پانچ دن کے لیے وہ اصل وطن بھول گئے

دیوان ضامن

راہ غربت میں تھکا سر پر اُٹھایا جب مجھے	تھے رفیق راہ یہ رنج و محن میں آبلے

پاؤں میں مجنوں کی چھالے تھے پڑے ناقہ کے ساتھ
اب وہ ضامن تو نے باندھے ہیں سخن میں آبلے

ترے عشق میں جب سے ہو فنا مری کیا ہی بیقدری رہی
دلے تو نے پوچھا نہ حال کچھ تجھے ایسی بیخبری رہی

ہوا خشک اپنا ریاض تن نہ رہا وہ گل نہ رہا چمن
مگر ایک نرگس چشم نم ترے دیکھنے کو ہری رہی

مجھے ساقیا وہ نشہ پلا کھلے جس سے جلد فنا بقا
تو خیال دل میں ذرا نہ لا کہ نہ پیالی مے کی بھری رہی

یہ ظہور کل ہے سبھی ترا تو خود آپ آیا ہے اے خدا
سو عجب طلسم دیا بنا تری ذات سب سے بری رہی

تو نے جب سے اے مرے ساقیا مجھے جام محو فنا دیا
نہ خیال ہستی دل رہا نہ نگاہ جلوہ گری رہی

بتا اپنا نام و نشان گل کسے کیسے خار کہاں ہے گل
نہ وہاں ہے راحت و رنج کا دخل نہ نمود اپنی ذری رہی

اچھا ہوا جو ہٹ کے نہ آیا وہ مر گیا
تیر نگاہ یار سے کیونکر بچے کوئی
فرہاد کی طرح لب شیرین کی بوسے بن
سجدہ کرون نہ کیونکہ تہ تیغ بُت بھلا
بیخود نہو میان رہ ہستی سے جا گذر

تاثیر کوے یار مین دار الشفا کی ہے
مژگان چشم دیکھیے برچھی قضا کی ہے
بیجرم مارا جاؤن یہ مرضی خدا کی ہے
آواز کان مین مرے قالوا بلیٰ کی ہے
منزل یہی فنا کی ہے یہ ہی بقا کی ہے

ضامن علی ہے جسکا اُسے خوف حشر کیا
امداد ساتھ میرے تو مشکل کشا کی ہے

دل کو ہمارے چاہ اُسی بیوفا کی ہے
کس طرح چوم لون مین کف پا نازنین
کیا آرزو ہے وصل بُت بیوفا کی ہو
ہر ہر قدم پہ اُسکے ہے اعجاز عیسوی
باب قبول ابتو عزیزو ہوئے ہین بند
خانۂ خدا مین سامنے آکر کیا ہے گھر
مجکو ہوا ہے شوق اُٹھا لیجیے اُدھر
گلشن مین سیر کو وہ گیا نو بہار حسن

دل ہے جسکی چاہ مین خواہش قضا کی ہے
پا بوس کی طلب اُسے رنگ حنا کی ہے
عادت جسے ہمیشہ سے جور و جفا کی ہے
رفتار اُس پری کی یہ ناز و ادا کی ہے
بازو شکستہ پا کہین مرغ دعا کی ہے
دلمین ہمارے یاد جو زلف دوتا کی ہے
دلمین ہوا بھری مرے اُس دلربا کی ہے
لب پر ندا یہ غنچون کے صل علیٰ کی ہے

کیون تعلق کسی عیار سے تم کرتے بھلا
آنکھ اور مہر سے جو اسمین صفائی ہوتی

وہ ستمگر جو کبھی ہمسے موافق ہوتا
سر نگون یہ جہان کی نہ اٹھائی ہوتی

دل یہ بیتاب ہی سیماب کے مانند ہرا
ہوتا قابو مین تو اکسیر بنائی ہوتی

مرغ دل باغ جہان مین تو نشیمن کرتا
دام کاکل سے اگر اسکی رہائی ہوتی

کیون بھلاتا وہ ہمین دل سے برا جانتا کیون
اپنی قسمت مین لکھی کچھ جو بھلائی ہوتی

منتظر آمد جانان ہون ہمیشہ یارو
اسکے آنیکی کسی نے تو سنائی ہوتی

کیا الگین ٹانکو جہان ہے الگین نہ زخم یہ زخم
گر رفو گر کہین ملتا تو سلائی ہوتی

تاب ہوتی رخ تابان کے نظارے کی اگر
ہمنے بھی آنکھ ستمگر سے لڑائی ہوتی

بت ہوا اس بت عیار کے آگے ضامن
کچھ تو بن آتی اگر بات بنائی ہوتی

ہمین مت مارو اے قاتل ہم اپنے آپ ہی مرجائین گے
بن آئی جب کہ مرجائینگے تمھارا نام کرجائین گے

صنم کے عشق مین یارو نفع بھی ہے ضرر بھی ہے
بگڑ جائین گے گر کتنے تو کتنے ہی سنور جائین گے

صراحی جام مینا کے کرون گا توڑ کر ٹکڑے

مرنے سے جو کہ پہلے ملا ذاتِ پاک مین	باقی ہے نہ کیونکہ وہ باقی مدام ہی

صابر شرابِ عشق سے مجکو نہ بھولنا
ضامن علی ہمیشہ تمھارا غلام ہی

محفلِ جاناں مین دیکھو گر کوئی جانے مجھے	مثلِ پروانہ کے جب وہ شمع و جانے مجھے
عاشقِ جانباز کیونکر شمع و جانے مجھے	مثلِ پروانہ کے جلجاؤن تو یہجانے مجھے
ہی یہی بہتر کہ کوئی یار مین مت جا دلا	غمزے اسکے وان تلک دینگے کب جانے مجھے
خاک و خون مین اسقدر لوٹا کہ پتلا بنگیا	کافرِ بسمل صنم آئے ہین کہانے مجھے
فرقتِ جاناں نے میرا حال ایسا کر دیا	یعنے دیوانہ کہین ہین سارے دیوانے مجھے
اُس شہیدِ ناز کو دو غسل چشمِ تر سے تم	اشکِ خون آلودہ اب آئے ہین نہلانے مجھے
سخت جانی نے مجھے شرمندہ جانان سے کیا	ناتوان آکے نظر وہ نازنین شانے مجھے
استخوان جلکر کے خاکستر میری ہو جاینگے	عشق کی آتش لگی ہی اب تو بھڑکانے مجھے
عشق مت کر اُس صنم کا دیکھ پچھتاویگا تو	یہ ہی سمجھاتے تھے سارے اپنے بیگانے مجھے
شہر مین خفقان ہی اور صحرا مین وحشت ہی مجھے	اچھے بھلے کو ہوا کیا ہی خدا جانے مجھے
زندگی بن یار کے مشکل ہی اکدم بھی مجھے	اے عزیزو تم ذرا سا زہر دکھلانے مجھے
مین نجاؤنگا اُٹھا مت عاشقِ جانباز ہوں	وہ خدا کے واسطے قدمون مین مرجانے مجھے

سوا تیرے نہین ہر کوئی ایسا سرودِ عشق سے دل مین ہمارے	ہمارے درد و غم کا ہو وہ شاکی ہمیشہ غم کی سارنگی بجا کی

اذیت اور مصیبت مین ہمیشہ
دلِ ضامن نے بس اُنکو دعا کی

تمھاری زلفِ مشکین کو جو ہم مُشکِ خطا سمجھے
خطا سمجھے جو یہ سمجھے تری کاکل کو کیا سمجھے
وہ جدول لاجوردی ہے رُخِ مصحف کی صفحہ پر
اُسے فیتا حمائل کا رُخِ مصحف کی جا سمجھے
رُخِ روشن کو ہم اُسکے دلون کا آئینہ سمجھے
ظہورِ نورِ اقدس ہے تجلیِ خدا سمجھے
لبِ جان بخش جانان کے لبِ شاکِ مسیحا ہین
صدائے قم باذنی کو فقط حکمِ خدا سمجھے
ہم اُسکے چشم و ابرو کو کہو یارو کہ کیا سمجھے
اُسے ہم چشمۂ کوثر اسے تیغِ قضا سمجھے
رفیق اپنا جو اسے دل تھا خدا جانے کہان پہونچا

مجھے پہلو سے دور سا کہان
اعدا سے نے ہی پھینکا
خدا سمجھے رقیبون سے علی
مشکل کشا سمجھے

دل قاتل مین کیا گذرے خدا جانے
وہ کیا سمجھے

یقین کتا ہون راز دل
یہی ڈرتا ہون

آشنا سمجھے

وہی اپنا ہوا دشمن جسے ہم

صنم کو تم تو اے ضامن
لائق تھا سمجھ بیٹھے
تمھین بھی تجھ وہ سمجھے ہین تمھین
اُن کی بلا سمجھے

دیوان ضامن

فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہی
کوئی اس بُت کو کچھ سمجھے ہم اُس بُت کو خدا سمجھے

خدا ہم سے جُدا کب ہی حباب و بحر کے مانند
یہ ہے اِک موج زن دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

عجب فہمید ہے یارو یہ اُلٹی بات کیا سمجھے
ہمین وہ ہین بلا سمجھے ہم اُنکو ہین شفا سمجھے

مٹا کر لوحِ ہستی سے رقم حرفِ خودی بالکل
بقا ذاتی کے معنون کو کوئی اہلِ فنا سمجھے

بہرصورت وہ ہی ظاہر مقید ہم ہین صورت کے
خطا اپنی سمجھ کی ہے جو ہم سمجھے خطا سمجھے

رضامندی سے جان دینا نہ کچھ خواہش ہو جانان سے
شہادت کا مزا ضامن شہیدِ کربلا سمجھے

تمھاری کاکلِ مشکین کو کوئی کیا سمجھے	کہا کہ سنبلِ تر اُسکو ہم بلا سمجھے
تمھاری ابروِ خمدار عید کا ہی ہلال	ہم اُسکو تیغِ جفا خنجرِ قضا سمجھے

اسطرح مری ہڈیان اے عشق جلادین ۔ جون آگ مین جلجاتی ہی عناب کی لکڑی

ہر عقدۂ مشکل پہ گرہ اور نئی ہے
شاخِ دلِ ضامن ہی کوئی داب کی لکڑی

وہ پردہ پوش آملے ہم سے خدا کرے ۔ جور و جفا سے باز رہے اور وفا کرے
پہلو سے جسکے یار گیا پھر وہ کیا کرے ۔ خونِ جگر فراقِ صنم مین پیا کرے
مین ہون مریضِ عشق طبیبو نہ دو دوا ۔ معجونِ وصلِ یار مجھے ہان شفا کرے
یہ زندگی ہی مرگ مری مرگ زیست ہے ۔ جس سے جدا ہو یار وہ کب تک جیا کرے
یادِ مسی لب و دُر دندانِ یار مین ۔ تارے تمام رات وہ بیکل گنا کرے
مرتا ہون ہجرِ یار مین جینا محال ہے ۔ کہدو اجل سے تو مری آکر دوا کرے

اُس گل کی تو خبر ہمین لاکر صبا سنا
ضامن تمہارے حق مین ہمیشہ دعا کرے

آشناؤن کی عزیزو آشنائی دیکھ لی ۔ اس زمانے کی وفا اور بیوفائی دیکھ لی
جبہ و دستار و تسبیح اور وعظ و اعظان ۔ ان عبا پوشون کی ہمنے پارسائی دیکھ لی
اور مجازی عشق کھو دیتا ہے بنیادِ دین کو ۔ ان بتون کی ہمنے بالکل بیحیائی دیکھ لی
جز خدا کے عشق کے حاصل نہین کچھ زاہدا ۔ کعبہ و معبد مین کر کے جبہہ سائی دیکھ لی

اس جان کو رکھتا ہی فدا کرنے کو تجھ پر	آئی تھی قضا لینے کو پر ہمنے ٹلادی
جیتا ہو اجائے نہ کوئی پھر کے یہاں سے	پھرتی ہی ہر اک کوچۂ قاتل میں منادی
آرام میں سوتے تھے پڑے ملک عدم میں	ای عشق مجھے لاکے یہاں دھوم مچادی
ای دشمن احباب محبت اگر اعدا	پہلی ہی ملاقات میں ملکر کو دغادی
اس عشق نے الٹے ہیں سبھی کام ہمارے	شادی تو ہوا غم ہوا اور غم ہوا شادی
ملنے کی قسم کھائی ہی قاتل نے یکایک	ای قاصد بد فال یہ کیا تو نے سنادی
مقصد نہ کہو عاشق جانباز کو صاحب	ہاں حسن مگر آپکا بالکل ہے فسادی

اس عشق نے افلاک پہ پہونچایا ہے ضامن
گو خاک میں لے کرکے مری خاک ملادی

جیب ہی دریدہ ہو تو رفوگر سیا کرے	ٹکڑے ہی ہو غم سے دل تو علاج اسکا کیا کرے
میں گریہ کار ہوں غم فرقت سے حسرتا	اور مثل گل رقیب بغل میں ہنسا کرے
پروانہ کی صفت نہ ملا وصل میں بھی چین	ہم شمع رو کی بزم میں شب بھر جلا کرے
آزاد کیجیے مجھے یا قتل کیجیے	دشنام آپکے کہو کب تک سنا کرے
آب بقا ملے نہ لب لعل یار کا	خون جگر نہ کیونکہ ہمیشہ پیا کرے
رنگ حنا ہو خون مری پاے یار کا	لاشے کو میری پاؤں سے اپنے ملا کرے

کیون مرا دل اداس رہتا ہے / رات دن اسکو یاس رہتا ہے

زلف کا فریہ گو کرہے کالی / اسکے رخ سے مساس رہتا ہے

میرے ملنے کی گرچہ کھائی قسم / پر یہ دل تیری یاس رہتا ہے

حلق کو میرے آکے کردے تر / آب خنجر کا پیاس رہتا ہے

سبز خط یہ ہوئے ہین جو کہ شہید / انکی تربت پہ گھاس رہتا ہے

آنکھہ کو کھول دیکھہ تو ضامن / کسکے زانو پہ راس رہتا ہے

جو دیکھا کوے جاناں مین تو برپا شور محشر ہے / صدے الامان ہو جا بجا اللہ اکبر ہے

وہ اسکا صحفی چہرہ وہ اسکا حسن بے پایان / کتاب عالم امکان بھی اسکا ایک دفتر ہے

رہے دلبر رعنا مین بت کچھ لب کشائی کر / اگر آرہ بھی پھر جائے تو وہ بھی نئی سر پر ہے

نہ دن کو چین ہے مجکو نہ شب کو نیند آتی ہے / دل بیتاب اپنا مثال برق مضطر ہے

بت کافر کی الفت مین تو ہم بھی ہوچکے کافر / صنم کا دل مگر اب تک وہی پتھر کا پتھر ہے

لکیرین ہین نہین یار حنا کی دست جاناں مین / لکھا قدرت کی ہاتھوں نے ہماری خون کا محضر ہے

وہ آیا گل برخ زیبا ہمارے گھر مین الفت سے / تو کاشانہ مرا اے دوستو جنت سے بہتر ہے

مین ہون مجنون ان لیلے مرا آرام بس یہ ہے / سر ہر خار صحرا پر بچھایا اپنا بستر ہے

دیوان ضامن

سب

تو بدین جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

دیوان ضامن

این ہفت طبق ز ذات یکی در موج دگر او صفات خدا
اس بار سی ایک شاہ ہر امین اج ولا ری کھڑی
ڈھونڈھت تھے ہو ڈھونڈھتا بہی سے عشق مجھے دی یار
بہی لگی ہین پہلی بہت جب یار نے رقیب سے لگا

ارباب فنا صحاب بقا اظہار کنند اسرار خدا
ملنے کی ہوئی جب بلیتن سے کچھ نہین پڑی یا مین گری
جب یار لگی جو یار ملا شب ہوکا تھا وہ سہاگ بھرا
تن ایک بھیا من ایک بھیا کیا فرق ہا کوئی مویو نہ تا

اجی مرے جاگے ہین بھاگ
سنیاں کہے ہین تو شگن مناتی جی

مسدس در جناب سرورِ علیہ التحیات والصلٰوات

بلغ العلٰے محمدؐ کشف الدجےٰ تمامی
عجبِ کمالِ ذاتی ہے حُسن باگرامی

حسنت جمیع عالم بظہور تو میانی
گہے طور پر جو موسیٰ بزبانِ خوش کلامی

تو بدین جمال و خوبی بر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

ہوا عفو جرمِ آدمؑ بطفیل نامِ احمدؐ
جو شعاعِ نورِ احمدؐ ہوئی رخ میں اسکی سرزد

ہوا فیضیاب تُسے وہ رسولؐ جدّا مجد
ملکوت کرکے سجدہ وہ یہ بولے یا محمدؐ

غزلیات وغیرہ

عشق لگا اُس یار سے اور نہیں کچھ کار
مرا نہ حاجت جنت نہ سایۂ طوبیٰ

کیا کرون بیٹھکو اور کلیت چھ کی چھاتھ
نمیروم من از ین کوی یار سوئے حریم

چھوڑ کی گلیان یار کی مت کعبے کو جا
سزد کہ رشک برد کعبۂ دل عشاق

حیرت مین سب آ گئی دیکھکے میرا حال
زہے سعادت ضامن حصول من آنجا

کعبۂ دل کا یار ہے مین بل بل جاؤن وار
حریم کعبۂ جانم نگار من باشد

احمد ڈھاک سہاؤنی جو پیتم کی گل ہاتھ
حریم کوچۂ جانان غبار من باشد

خانۂ کعبہ ہے وہی جہان ملے وہ پیا
بکوی وبرہ رعنا قرار من باشد

لاشہ میرا یار نے لیا جو آپ سنبھال
کشتگان صنم گر شمار من باشد

مطلب میرا مل گیا اور حج ہوا قبول
کشتون مین اُس یار کے ضامن ہوا شمول

نا مین ہندو نا مین ترک کا نا سنی نا شیعا رے
نا مین ملا نا مین قاضی نا صوفی نا پنڈت رے
اپنا آپ سنبھالکے جان دھرتی او آکاس

اپنے عاشق آپ ہو ہم جو جا سو کیا رے
دیکھ نگر مین باسا لینا پُرکھ سدھ رے
سب جا گو اور کہین نہین کوئی بوجھی اسکو یہ راز

گرد نے اب میرا بتائے ضامن پیارے آپ کو کھو
آپ گما جب آپ کو پایا اپنا صاحب آپ ہی ہو

اشلوک

ضامن علی کو سنائی رے

دیکھو حال ہمارا اب آن

نظر بیت لگانے سے ہی لگا

ضامن علی کہو کے پکارے

دوہا

ضامن پی کو کارنے جو ابین بین بیل

دو پیار تنا سے بیری دیا ہو گئی کیس

دوہا

ضامن دنیا پاپ ہے تریا ہے جیا پاپ

دونو کو تو چھوڑ کر تو نام رتن جا پاپ

ہوری

دیوان ضامن

[illegible]

آدم بھولا کیون بے پھر دھوکا ہر سنسار	دھوکی مین جو آ پھنسا کبھی نہ اُترے پار

دنیا یہ مُردار ہے ضامن اُسے تو بھول

دُنیا سے ناراض ہین حضرت پاک رسولؐ

سکھی سنو میری کہانی
مین تو بھئی ہون برہا دیوانی
میری چندری عشق لے پھونکی
مین تو پہلے ہی چھٹہ پنسو پھونکی
جو مین جانون کہ ایسی بنے گی
میری تالی جگ مین سنبجے گی
کبھی پیت کا نام نہ لیتی
مین تو پہلے ہی جان کو دیتی
کوئی پیت کا نام نہ لیجو
مجھ بوری کی ریس نہ کیجو
اَنگا جوبن گن روپ ہماری
مین تورہ گئی جیکی بچاری
میری اُڑ گئی سدھ بدھ ساری
مین تورہ گئی جیکی بچاری
پیا تم بن کیسے جیون گی
پیا من کی بین کا سر کھون گی
اُن جا کہین لینا بدیا
ہم کینا جو گنیا کا بھیسا
سکھی اب کھویئے کہاری
پیا ڈھونڈت ڈھونڈت ہاری
ایسے تن من روپ کو وارون
اس سہاگ کو آگ مین ڈارون
مین تو بنٹ کرم کی ہون ہاری
جو پیا نے جیا سے بساری

دوہا

ضامن

[illegible]

ہم طرح شرافت کیطرح دے گئے انکو	ضامن خدا جانے وہ کس طور سے لڑتے

قطعہ

ہین وہ ابلیس لعین آپ خدا کے مارے	حاسد مردم خاصان ہین جفا کے مارے
جو کہ خود بد ہین وہ بد بین ہین بلا کے مارے	ضامن ایسون سے نہ مل ہین وہ ریا کے مارے

غزل

نشاء مستی عروج مین ہے شراب گل کا خمار دیکھو
مہک رہی ہین یہ طفل غنچے چمن مین چلکے بہار دیکھو

عجب کی رنگت کی ہین شیء رنگ عبیر کیسر گلال خوش رنگ
کہ خاک عاشق لہو کی رنگت ہمارا اڑتا غبار دیکھو

ادھر تو پچکاریان ہین ماری ادھر ہی آنکھونسے خون جاری
یہ ناتوان کو ہی بیقراری تم ایک گیند اسکے مار دیکھو

تمام سامان پھاگ کے ہین خوشی محبت کی ناگ کے ہین
سو یار بن دن یہ آگ کے ہین یہ ہو رہی جلجا ے یار دیکھو

کہین صراحی کرے ہے قلقل حریف بلبل کو پیتے ہین مل

ضامن

ہر طرح کا عذاب ہوتا نازل
ذکر کر لا الٰہ الا ہو
زن و فرزند مادر اور پدر

جب کہ سمجھے ہو تو عزیز یہان
کام آوے نہ کوئی تیرا وہان
وہان تو اعمال ہووینگے سارے عیان
ذکر کر لا الٰہ الا ہو
جھوٹ غیبت گناہ سب چھوڑ دو
ذکر کر لا الٰہ الا ہو

دیوان ضامن

یاروہ ہی کہ مددگار ہو ہر غم مین شریک
سر کو ٹکرا کی دریار یہ جی دونگا اجی
تشت مین لاتی ہین کیا بند کبھی دنیا مین
ہست کو نیست کبھی تقوی کو جتا ہی غرور
ای طبیبو کوئی تجویز دو ایسی کرو
مرگیا مین غم فرقت مین کسی کا فر کے

ہمنے بر عکس تمھین دیکھا ہی پیارے یارو
چھوڑ تنہا ہمین وہ گھر کو سدھارے یارو
پھر پیت جاتی ہین کیون ہاتھ پسارے یارو
ایسے بگڑی کو بھلا کون سنوارے یارو
نشۂ بادۂ الفت کو اتارے یارو
چارہ سازی نہ چلی کچھ بھی بچارے یارو

خضر بھی چھوڑ گیا تیرہ جنگل مین تجھے
ہم بھی **ضامن** کو چلے چھوڑ پیارے یارو

یاد رکھ کھول دل کی آنکھ کو تو
یہان ذکر سی چین دلکو ترے ہو
بس ہمیشہ تجھے نہین جینا
آخرش زہر مرگ ہے پینا
چار دن کی حیات کے اوپر
ہی کھڑی موت سر پہ لے خنجر
گو رہے ایک قید خانۂ گل

ذکر کر لا الٰہ الا ہو
ذکر کر لا الٰہ الا ہو
کھول آنکھ دیدۂ بینا
ذکر کر لا الٰہ الا ہو
ای مری جان تو غرور نکر
ذکر کر لا الٰہ الا ہو
توڑ دیگی بدن کو باہم مل

سنگدل اذکر حق سی ہووے رقیق	ذکر کر لاَ الٰہ اِلاَّ ہُو
کام دنیا و دین کا بن جاسے	گر خفا ہو خدا بھی من جائے
نُو لگے ذکر دل مین بطن جاسے	ذکر کر لاَ الٰہ اِلاَّ ہُو
چھوٹ جاوینگے تجھ سے سب بیتھل	ضامن اتبو سنبھل سمجھ چل
نفس کا فر کو نیچے پانون کے مَل	ذکر کر لاَ الٰہ اِلاَّ ہُو

غزل دیگر

ہینے جانا تم کو جانا پردے اندر تم ہی تو ہو
ظاہر و باطن تم ہی تو ہو اور اوّل و آخر تم ہی تو ہو
فتویٰ دے کر کفر کا تم نے قتل کیا ہر عاشق کو
نعرۂ انا الحق بول کے بیٹھ دار کے اوپر تم ہی تو ہو
احد سے احمد بیا پایا بن کے اُمت کا سالار ہوا
صلّ علیٰ محبوب خدا یا شافع محشر تم ہی تو ہو
نحنُ اقرب کہکر صاحب پردے مین تم خوب چھپے
ابتو ہم پہچان گئے ہین جانی دلبر تم ہی تو ہو

ابرو کے محراب مین پیارے سجدہ کرین دیدار کو دیکھ

حرف پڑھون یا لکھنے سمجھون علم کھلا ہے باطن کا

ظاہر و باطن احد ہے احمد میم کے تو اسرار کو دیکھ

قاضی ملّا دشمن میرے مفتی نے یہ فتوے دیا

مجنون جو تو بولا انا الحق گردن پر تلوار کو دیکھ

خلقت نے گھبرا لیا ہے کہنا مانون کس کس کا

عشق کہے ست دیکھ کسیکو عقل کے سب کار کو دیکھ

عالم فاضل پڑھ پڑھ بھولے بھول گئے وہ پہلا سبق

محبّۃً دیکھا قُلۃً دیکھا بھول گئے دستار کو دیکھ

مظہر صابر ایک ہین دونون صورت پردہ سیرت کا

چشم خدا بین کھول کے ضامن وحدت کے اسرار کو دیکھ

غزل دیگر

فی الحقیقت راز دانی اور ہے — واعظو یہ قصہ خوانی اور ہے

مرگیا مرنے سے پہلے جو کوئی — اُسکی عمر جاودانی اور ہے

رخسار آتشین گل خندان پہ عاشقو — افسوس اس بہار مین بلبل کی جان جلے

اس باغ سی خزان مین بھی ای گل نجا ئیگا — بلبل کا جب تلک کہ یہ نہ آشیان جلے

خاموش سوز شمع مین ہین چند فائدے — پروانہ دیکھو بزم مین آ کر کہان جلے

عاشق کو چاہیے کہ وہ جل جل کے ہو فنا — جسطح سی چراغ کا یار و دھوان جلے

ای برق عشق خرمن ہستی کو پھونکدے — مانند پنبہ میرا بھی جسم و جان جلے

ظاہر ہے سوز و غم دل پروانہ اور شمع
حسرت کہ جانِ ضامنِ مسکین نہان جلے

ہر کا بھید نہ پایا ضامن ہر کا بھید نہ پایا رے

آپ ہی پرگھٹ ہو ہر جائی آپ مین آپ چھپایا رے

آپ کہے وہ نَحْنُ اَقْرَبُ آپ کہے فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ

آپ کہے وہ تحتِ قبائی وَ اَعْبُدْ کیون فرمایا رے

جب تک تھا وہ پردے اندر سگرا بھید رہا تھا چھپا

پرگھٹ ہو کر بیاکل سیّان انت بکھار چڑھایا رے

اِتْ اور اُتْ اور مین تو پیارے وہم خیال چڑھایا رے

ظاہر و باطن آپ نرنجن اپنا آپ دکھایا رے

ای یار حسین ابروِ خمدار دکھا دے
تو اپنے شہیدونکو یہ تلوار دکھا دے

بیمار تری آنکھونکا ہون فتنۂ عالم
وہ چشمِ سیہ نرگسِ بیمار دکھا دے

موسیٰ ہوئے بیہوش تری دیکھہ تجلّی
ہمکو بھی وہی جلوۂ دیدار دکھا دے

عالم ترے جلوے کا ہے مشتاق پریرو
تو گھونگھٹ کی کھڑکی سرِ بازار دکھا دے

پامال کیا حسنِ روش ناز نے تیرے
ای شور فگن ہمکو وہ رفتار دکھا دے

کوچہ مین ترے جاکے کوئی پھر کے نہ آیا
تو ہمکو وہی قہقہہ دیوار دکھا دے

تو دیکھہ مری طرف ذرا حور شمائل
ای رشکِ قمر آئینۂ رخسار دکھا دے

ای غنچہ دہن رشکِ چمن باغ ارم یار
اے سروِ روان رونقِ گلزار دکھا دے

اسطرح تڑپ رقص نما طائرِ بسمل
صیاد کو تو مرغِ گرفتار دکھا دے

مین دیکھہ رہا ہون تری قدرت کا تماشا
پر رازِ نہان صاحبِ اسرار دکھا دے

ضامن پہ کرم کر یہ بہت دور سے آیا
مشتاق ہے دیدار کا دیدار دکھا دے

عشق نے خواب سے جگا کے مجھے
مار ڈالا اُسے دکھا کے مجھے

جلوۂ حسنِ رخ دکھا کے مجھے
چھپ گئے بے خبر بنا کے مجھے

کون سی تھی پری وہ رشکِ قمر
لے گئی رات کو اُڑا کے مجھے

تو نہ دو سے واسطے خدا کے مجھے
عشق سے نے شاد دو سے اے یار دو
خاکدان کر دیا جلا کے مجھے
پیہ عجب جوش مرا جیان اُن کی
وہ رلاتے ہین پھر ہنسا کے مجھے
یا الٰہی ہو [illegible] کو خبر
لے گئے کس طرح وہ منا کے مجھے

ہم نہ آئین سے گئے ترسا کے پیا ہی
صادق العشق آزما کے مجھے
کیا طاقت کہ ابروئے قاتل یار
چپڑ نہ مجھ سے چھڑا کے مجھے
ہم یہ ہوا [illegible] جی وحشت
لگیا قاتل [illegible] بلا کے مجھے
عشق کی آگ نے جلا کے مجھے

دیوان ضامن

[illegible]